جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

ستمبر ۱۹۹۸ء

جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

نگران

مولانا سید رشید میاں مدظلہ

مہتمم جامعہ مدنیہ، لاہور

بدبختی اور نیک بختی کی علامتیں

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بدبختی کی چار نشانیاں ہیں۔

(۱) پچھلے گناہوں کو بھلا دینا درآں حالیکہ وہ اللہ کے نزدیک نامۂ اعمال میں موجود ہیں۔

(۲) پچھلی نیکیوں کو یاد کرکے اتراتے رہنا حالانکہ پتہ نہیں کہ وہ نیکیاں قبول بھی کی گئیں یا رد کی گئیں۔

(۳) دنیوی خوش حالیوں میں اپنے سے فائق تر سرمایہ داروں کی طرف نظر کرنا۔

(۴) اور دینی معاملات میں اپنے سے کم تر آدمیوں کو دیکھنا ایسے فروتر انسانوں کی بابت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ میں نے اُن کو چاہا، لیکن انھوں نے مجھے نہ چاہا جس کی وجہ سے میں نے اُن کو چھوڑ دیا۔

نیک بختی کی علامتیں بھی چار ہیں۔

(۱) پچھلے گناہوں کو یاد کرنا۔

(۲) گزشتہ نیکیوں کو بھول جانا۔

(۳) دین کے معاملہ میں اپنے سے بالاتر آدمی کی طرف نظر کرنا

(۴) اور دُنیا کے معاملات میں اپنے سے فروتر کو دیکھنا۔

(المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد مترجم ص: ۹۰ تا ۹۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ٦

جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ ۔ ستمبر ۱۹۹۸ء

شمارہ : ۱۲

مدیر

سیّد محمودؔ میاں

مدرس و نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۲ روپے ------ سالانہ ۱۳۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات دبئی 〃 ۵۰ ریال

بھارت، بنگلہ دیش ------- 〃 ٦ امریکی ڈالر

امریکہ افریقہ --------- 〃 ۱٦ ڈالر

برطانیہ ---------- 〃 ۲۰ ڈالر

○ اس دائرہ میں سُرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ

ماہ . . . . سے آپ کی مُدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ

جاری رکھنے کے لیے مبلغ . . . . . ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

کوڈ ...۵۴ فون ۷۷۲۴۲۷۳-۲۰۱۰۸٦

فیکس نمبر ۹۲-۴۲-۷۷۲٦۷۰۲

○

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز -- ۳

درسِ حدیث ------ حضرت مولانا سید حامد میاںؒ ---------- ۱۹

نعت النبیؐ ------- جناب احسان دانشؒ --------------- ۲۸

فضائلِ آیت الکرسی ------- مولانا عبد الحفیظ صاحب -------- ۳۰

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط کسریٰ کے نام۔ مولانا مسعود قاسم صاحب ------ ۳۸

جاوید احمد غامدی کے افکار و نظریات ---- مولانا ڈاکٹر عبد الواحد صاحب -------- ۴۴

حاصلِ مطالعہ ---------- مولانا نعیم الدین صاحب ---------- ۵۲

تقریظ و تنقید -- ۵۷

اخبار الجامعہ -- ۶۴

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سید رشید الدین صاحب حمیدی مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سید محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

اسامہ بن محمد بن لادن جو سعودی باشندہ ہیں۔ سعودی عرب کے شہر ریاض میں ۱۹۵۷ء میں پیدا ہوئے۔ سعودی عرب کی بہت بڑی کمپنی "بن لادن" کے مالک ہیں۔ دُنیا کے چند بڑے تاجروں میں سے ایک ہیں، مگر چند سالوں سے رُوس کے خلاف جہادِ افغانستان کے حوالہ سے ایک دلیر مجاہد کی حیثیت سے شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اُنھوں نے رُوس کے خلاف جہاد میں عملی حصہ لیا اور کھلے دل سے جان و مال کو اللہ کے راستہ میں پیش کیا اور اب دُنیا میں تاجر کے بجائے مجاہد کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ جہاد افغانستان کی برکت ہے کہ اس کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ان کے دماغ کو جلا بخشی قلب میں بیداری پیدا ہوئی اور اَب اُن کی نگاہیں مسلمانوں اور اسلام کے اصل دُشمن یہود و نصاریٰ پر مرکوز ہیں اور وہ مسلمانوں کو چیخ چیخ کر بتلا رہے ہیں کہ سیاست اور تجارت کی آڑ میں سو سال سے بھی زیادہ عرصہ سے جاری مسلمانوں کے خلاف "صلیبی اور صیہونی" جنگ اپنے اصل رنگ میں ظاہر ہو چکی ہے اور مسلمانوں کے قبلۂ اوّل پر قبضہ کے بعد وہ اپنے آخری ہدف جزیرۃ العرب میں پنجے گاڑھ چکے ہیں۔ مسلمانوں کے سب سے مقدس مقامات "مسجد حرام" اور "مسجد نبوی" پوری طرح ان کے نرغہ میں آچکے ہیں۔ مکہ مکرمہ سے صرف ستر کلومیٹر کے فاصلہ پر "جدہ" میں عیسائی افواج

موجود ہیں اور اب ان دو مقدس مقامات پہ آخری اور کاری ضرب لگانے کے لیے مناسب موقع کی تاک میں پوری طرح تیار رہیں جبکہ قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قرآن پاک میں پُرزور انداز میں یہ ہدایت فرمائی ہے۔

"یا ایھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا" (پ۱۰ ع۱۰)

اے ایمان والو مشرک پلید ہیں سو قریب نہ آنے پائیں مسجد حرام کے اس سال کے بعد

دیکھیے اللہ تعالیٰ نے کتنا واضح حکم ارشاد فرمایا۔ داخل ہونا تو دُور کی بات ہے فرمایا قریب بھی نہ آئیں۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"جب اللہ تعالیٰ نے شرک کی قوت توڑ کر جزیرۃ العرب کا صدر مقام (مکہ معظمہ) فتح کرا دیا اور قبائل عرب جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تب ۹ھ میں یہ اعلان کرایا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک (یا کافر) مسجد حرام میں داخل نہ ہو بلکہ اس کے نزدیک یعنی حدودِ حرم میں بھی نہ آنے پائے . . . . اس کے بعد صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ سب کے نکال دینے کا حکم دیا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت کے موافق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ حکم عملاً نافذ ہوا۔ اب بطور استیلاء (یعنی غلبہ) یا توطّن (یعنی وطن کے طور پر) کفار کے وہاں (یعنی جزیرۃ العرب میں) رہنے پر مسلمانوں کو رضامند ہونا جائز نہیں بلکہ تطہیر جزیرۃ العرب بقدرِ استطاعت ان کا فریضہ ہے۔"

اس سے اگلی آیت میں بطورِ خاص اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللّٰہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللّٰہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون۔

لڑو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اس کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر۔

اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں مولانا عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"جب مشرکین کا قصہ پاک ہو گیا اور ملکی سطح ذرا ہموار ہوئی تو حکم ہوا کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی قوت و شوکت کو توڑو مشرکین کے وجود سے تو بالکل عرب کو پاک کر دینا مقصود تھا، لیکن یہود و نصاریٰ کے متعلق اس وقت صرف اسی قدر مطمع نظر تھا کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں زور نہ پکڑیں اور اس کی اشاعت و ترقی کے راستہ میں حائل نہ ہو اس لیے اجازت دی گئی کہ اگر یہ لوگ ماتحت رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں تو کچھ مضائقہ نہیں قبول کر لو پھر حکومت اسلامیہ ان کی جان و مال کی محافظ ہو گی ورنہ اُن کا علاج بھی وہی ہے جو مشرکین کا تھا (یعنی مجاہدانہ قتال) کیونکہ یہ بھی اللہ اور یوم آخرت پر جیسا چاہیے ایمان نہیں رکھتے نہ خدا اور رسول کے احکام کی کچھ پروا کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو کجا اپنے تسلیم کردہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام کی سچی پیروی نہیں کرتے محض اَہوا و آراء کا اتباع کرتے ہیں جو سچا دین پہلے آیا یعنی حضرت مسیح علیہ السلام وغیرہ کے زمانہ میں اور جو اب نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے کسی کے قائل نہیں بلکہ جیسا کہ عنقریب آتا ہے اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ خدا کا روشن کیا ہوا چراغ اپنی پھونکوں سے گل کر دیں ایسے

بد باطن نالائقوں کو اگر یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو ملک میں فتنہ و فساد اور
کُفر و تمرّد کے شعلے برابر بھڑکتے رہیں گے"۔

اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ تمہارے ماتحت ہو کر نہ رہیں تو اُن سے بھی اسی طرح جہاد کرو جیسے کہ مشرکین سے کیونکہ کُفر اور اللہ رسول کے باغی ہونے میں دونوں برابر کے شریک ہیں مگر اس وقت دُنیا میں معاملہ بالکل اُلٹ ہے مسلمان اپنی بدعملی کی وجہ سے اہلِ کتاب کے آگے ذلیل و ماتحت ہے۔ ہر طرف کُفر کی عملداری ہے۔ اہلِ حق کی مُٹھی بھر جماعت اُن کے خلاف سینہ سپر ہے اور اپنے دیگر مُسلم بھائیوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے دنیا کے مختلف ممالک میں مُسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور ان کی بیکسی کی داستانیں بیان کر رہی ہے۔ فی الوقت مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کی سازشوں کو سمجھیں اور باہمی اختلافات سے صرف نظر کر لیں کیونکہ ان کی سازشوں سے بچنے کا یہ آخری موقع ہے، مُسلمانوں کے خلاف کُفر کے غیظ و غضب کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حال ہی میں افغانستان میں طالبان کا مزار شریف اور دیگر بڑے علاقوں کو فتح کرنا جو کہ ان اسلامی حکومت کے استحکام کی علامت ہے راس الکفر امریکہ کو ایک آنکھ نہیں بھایا۔ اس لیے تنزانیہ اور کینیا کے امریکی سفارتخانوں میں ۷ اگست کو ہونے والے بم دھماکوں میں افغانستان میں مصروفِ جہاد عرب مجاہد اسامہ بن لادن کو ملوث قرار دے کر اس بہانے ۲۰ اگست کی شب افغانستان پر بحیرۂ عرب میں موجود اپنے بحری جہاز سے کروز میزائلوں سے حملہ کیا اور چھ مختلف مقامات پر پچاس میزائل داغے اس کارروائی سے اس کا مقصد اسامہ بن لادن سمیت عالمِ اسلام کے سرکردہ مجاہدین کو دہشت گردی کے بہانے ہلاک کرنا، افغانستان کی اسلامی حکومت کو مرعوب کرنا، پاکستان کو آنکھیں دکھانا جو کہ عالم اسلام کا سب سے پہلا ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے والا مُلک ہے۔ اس حملہ میں جو کہ امریکہ کی کھلی دہشت گردی تھی بحمد اللہ اپنے مطلوبہ مقاصد میں اس کو ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑا، البتہ بہت بڑی تعداد میں معصوم شہری اور دیہاتی نیز چند پاکستانی مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا دوسری طرف عین اسی وقت بحر احمر میں موجود امریکی جنگی بیڑے دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے

سوڈان میں ایک دوا ساز فیکٹری پر کیمیائی ہتھیار بنانے کے بہانے کروز میزائیل برسائے حالانکہ وہاں عراق کی جانب سے ملنے والے آرڈر کے مطابق مویشیوں کی دوا تیار کی جارہی تھی اور اگر مان بھی لیا جائے کہ وہاں کیمیائی ہتھیاروں کے لیے مواد تیار کیا جارہا تھا تو بھی اس پر امریکہ کو اعتراض کا حق نہیں پہنچتا، کیا امریکہ یہی چیزیں بلکہ اس سے مہلک مواد خود نہیں بناتا کیا فرانس برطانیہ، رُوس، چین، ہالینڈ، اٹلی، اسپین وغیرہ یہ مواد تیار نہیں کر رہے۔ اصل بات وہی ہے جو پہلے عرض کی ہے کہ عالمی دہشت گرد امریکہ کی سربراہی میں عالم کُفر اس بات پر متفق ہو چکا ہے کہ عالمِ اسلام کو اپنے زیرِ نگیں رکھا جائے اور دُنیا میں کہیں بھی ان کو اُبھرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ ان کے ان مقاصد کی تکمیل میں خواہی نہ خواہی بہت سی سرکردہ عرب اور غیر عرب مُسلم حکومتیں آلہ کار کے طور پر مصروف عمل ہیں۔ عالمِ اسلام کے خلاف موجودہ کارروائیاں بالکل اچانک رونما ہونے والی چیز نہیں ہے بلکہ یہ سالہا سال پہلے سے مذہبی بُنیاد پر تیار کی گئی صلیبی اور صیہونی منصوبہ بندیوں کا نتیجہ ہیں۔

ایک عیسائی مبلغ ولیم جیورڈ بالگراف کہتا ہے

"جب قرآن اور مدینہ ومکّہ عرب سے مٹا دیے جائیں گے تب ہمارا خیال ہے کہ عرب یورپی معاشرے میں بتدریج آجائیں گے محمدؐ اور اُس کی کتاب سے دُور ہو کر۔" بحوالہ حذور البلاد ص ۲۰۱

سیّدنا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السّلام کی اولاد میں حضرت یعقوب علیہ السّلام بہت بڑے نبی گزرے ہیں اُنھوں نے اپنی اولاد کو وفات کے وقت حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل، حضرت اسحاق علیہم السّلام اور خود اپنی ملّت اور دین پہ چلنے اور قائم رہنے کی وصیت فرمائی تھی جس پہ یہودی اور عیسائی قائم نہیں رہے اور حضرت محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم سمیت سب کو جھٹلایا۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام کا نام عبرانی زبان میں "اسرائیل" تھا اس کا معنی عربی میں "عبداللہ" ہے انہی کے نام پر یہودیوں نے پچاس سال پہلے فلسطین میں قائم کردہ اپنے ملک کا نام رکھا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دُنیا بھر میں مُسلمانوں کے خلاف سیاسی، اقتصادی اور عسکری مقابلوں کے پس پردہ یہود و نصارٰی کے دینی عقائد ہیں دیکھیں "تھیوڈ ہرٹزل" یہودیوں کا روحانی پیشوا

یہودی حکومت کے قیام سے پچاس برس پیشتر اس منصوبہ کے بارے میں کہتا ہے۔

"بے شک ہمیں جو اپنی علامت بلند کرنا چاہیے ضروری ہے کہ وہ داؤد وسلیمانؑ کی مملکت ہو"

یہودیوں کے ساتھ بہت سے عیسائیوں کا بھی یہ نظریہ ہے کہ مسیح کے ظہور سے قبل اسرائیل کا قیام دینی فریضہ ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔ فلسطین میں السامی مندوب کا نائب نارمن بنٹویشن جو کہ صیہونی تحریک کا سب سے بڑا قائد تھا کہتا ہے کہ

"بیشک بہت سے برطانوی اور یہودی تورات میں آنے والی یہودیوں کی فلسطین میں واپسی کی خوشخبری پر بڑی سختی سے ایمان لاتے ہیں"

آج سے ٹھیک سو سال قبل ۱۸۹۸ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر "بال" ایک کانفرنس ہوئی تھی اس کانفرنس کے بارے میں "ہرٹزل" اپنی ڈائری میں لکھتا ہے۔

"اگر میں "بال" کی کانفرنس کو ایک جملہ میں مختصر کرنا چاہوں تو یہ ہوگا صیہونی اسٹیٹ کی بُنیاد بال میں رکھی گئی بے شک ساری دُنیا پچاس سال کے بعد اس اسٹیٹ کو لازماً دیکھے گی"۔ (ہرٹزل کی ڈائری ۲/۵۸)

اور واقعی ایسا ہی ہُوا ٹھیک پچاس برس بعد فلسطین میں اسرائیل کے نام پہ یہودی مملکت قائم ہوگئی۔ جیساکہ اسرائیل کا قیام سابقہ منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا۔ اسی طرح امریکیوں کا جزیرۃ العرب پر لشکر کشی کرنا بھی پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ہے۔ مئی ۱۹۷۹ء میں امریکی مجلہ "فورٹ شون" میں بعنوان "امریکہ کی تیل کے چشموں میں مداخلت احتمالات اور منصوبے" ایک مضمون شائع ہُوا اس میں لکھا تھا کہ

"صدر جمی کارٹر کے قومی امن کے مشیر بروان اور بریزنسکی نے آخر کار وضاحت کی کہ امریکہ سعودی عرب میں اپنے مفادات کے لیے چند اہم اقدامات کرے گا جن میں فوجی طاقت کا استعمال بھی ہے"۔

اس کے بعد اس مضمون میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ

"دوسرے الفاظ میں واشنگٹن اپنی تمام تر توجہ پٹرول پیدا کرنے والے علاقے

اور اس کے دارالحکومت اور جدّہ و مکّہ و مدینہ کے دفاع پر مرکوز کرے گا جیسا کہ ہماری موجودہ سیاست کا تقاضہ ہے۔"

سنڈے ٹائمز اخبار اپنے ۹ فروری ۱۹۷۵ء کے شمارے میں لکھتا ہے کہ

امریکی قومی امن کونسل نے وزارت دفاع کے اس انتہائی خفیہ منصوبہ کی رپورٹ مرتب کی ہے جو اس نے کسی بھی ایسی جنگ کے نتیجہ میں پٹرول پر پابندی کے نئے قانون سے نمٹنے کے لیے سعودیہ کے پٹرول کے کنوؤں پر لشکر کشی کے لیے بنایا ہے اور یہ منصوبہ جس کا کوڈ نام "دہران کا چوتھا اختیار" ہے کی منصوبہ بندی پنٹاگون نے الغوار میں پٹرول کے ان کنوؤں پر حملے کے لیے کی جو پوری دُنیا کے احتیاطی تیل کے ذخائر کا ۴ فیصد اپنے اندر رکھتے ہیں اور یہ حملہ فوجی پیادہ دستے کریں گے جو کہ نورت کارولینا میں ان کے اڈے سے فضائی راستہ اور فضائی حصار میں خلیج میں دہران تک براستہ اسرائیل کے علاقہ "مستریم" کے فضائی اڈے سے ہوتے ہوئے پہنچیں گے اور یہ دستے دہران میں پٹرول کے کنوؤں پہ کنٹرول حاصل کریں گے جہاں پر پہلے تو یہ دستے امریکی عوام کو نکالیں گے۔ پھر اپنی پیشقدمی جاری رکھتے ہوئے "الغوار" کے تیل کے کنوؤں پہ قبضہ کرلیں گے اور اس سے پہلے یہ دستے بندرگاہوں اور "تنورہ" کے سرے پر موجود تیل کے کنوؤں پر قبضہ کر چکے ہوں گے۔ تین دن بعد ان کے پیچھے بحری جنگی فوج پیروی کرے گی جن کی تعداد چودہ ہزار ہوگی جنہیں سمندر کے راستے خلیج تک بھیجا جائے گا اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ امریکہ اس علاقہ میں اپنی ایک لاکھ فوج کی طاقت محفوظ کیے ہوئے ہے جس میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔"

یہ حرمین شریفین اور سعودی تیل کے ذخائر پہ قبضہ کرنے کے لیے امریکی منصوبہ تھا جس میں امریکہ کے جانی اور مالی نقصانات کے علاوہ بہت سے خطرات بھی تھے مگر بشمول سعودی حکمرانوں اور دیگر عرب حکومتوں کے آپس کے اختلافات اور نا اہلی نے یہ مشکل مہم امریکہ کے لیے انتہائی آسان کر دی اور عراق کویت جنگ کے موقع پر عراق سے ڈر کر سعودی بادشاہوں اور دیگر شاہی حکومتوں نے

کُفر کے سردار امریکہ اور اس کے حواریوں کو اپنے اڈے فراہم کر کے فوجی مداخلت طلب کی اور یُوں بسہولت کُفّار پُوری شان وشوکت کے ساتھ جزیرۃ العرب میں داخل ہوگئے اور اپنی اس مداخلت کو اُلٹا عربوں پر احسان سمجھتے ہیں اور اس بڑے پیمانے پر فوجی نقل وحمل اور جنگ کے جملہ اخراجات بھی عربوں ہی سے وصول کیے اور اب تک کر رہے ہیں۔

ایک کویتی اخبار نے مارچ ۱۹۹۶ء میں ایک امریکی رسالہ میں شائع ہونے والے مضمون کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ جس میں امریکہ کے سعودی عرب پر قبضے کے منصوبہ کا تذکرہ ہے۔ اخبار لکھتا ہے۔

"پنٹاگون کے پاس وہ منصوبہ تیّار ہے جس کو مشرق وسطیٰ کے ممالک پر نافذ کرنا ہے اور اس منصوبہ پر حکومت کے اندر اور باہر اقتصادی اور دوسرے ماہر حضرات اچھی طرح بحث وتمحیص اور غور وفکر کر چکے ہیں اور کیوں نہ ہو؟ یہ کوئی برائے نام سوچ اور فکر نہیں بلکہ یہ امریکہ اور دُنیا کے دوسرے غیر عرب ملکوں کی اپنی زندگی کے لیے بے حد ضروری ہے کیونکہ مشرق وسطیٰ پُوری دُنیا کی مجموعی آبادی کا ۱۰ فیصد ہے جبکہ اس سرزمین پر دُنیا کے تیل کے ذخائر کا ۷۵ فیصد ہے اور اس غلطی کی درستگی لازمی ہے اور ان کے خیال میں یہ غلطی سوائے فوجی طاقت کے کسی دوسرے طریقہ سے دُرست نہیں ہوسکتی ہم نے تو آج تک کسی عرب باشندے کو خوشدلی کے ساتھ ایک بھی تیل کے کنویں سے دستبردار ہوتے نہیں دیکھا اور امریکہ وہ واحد ملک ہے جو اتنی طاقت رکھتا ہے کہ وہ اس مقصد کو پُورا کر سکے"۔

مضمون نگار اس علاقہ میں مُسلمانوں کی آبادی کا مذاق اُڑاتے ہُوئے لکھتا ہے۔

"اگر ہم سعودیہ پر قبضہ کر لیں اور اس کی آبادی کے ہر فرد کو ۱۰۰ فدان (عربی زبان میں زمین کی مقدار کا نام ہے) ریت کے اور ایک اُونٹ اور دو ہزار ڈالر سال میں (یعنی مجموعی طور پر کل آبادی کو ۱۶ ارب ڈالر سال کے) دے دیں تو وہ اپنی ضرورت پُوری ہونے پر ضرور ہمیں پسند کرے گا"۔

اخبار مزید لکھتا ہے۔

اور سعودیہ پر قبضہ کے بعد جنگی مجرموں کو عدالتوں میں لایا جائے گا اور اس ملک میں رائج سزاؤں کے قانون کو نافذ کریں گے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے اور قاتل کو قتل کیا جائے گا اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کوئی بھی شیخ کسی بھی سزا سے نہ بچ سکے گا اور ان کے ساتھ ان کے معاون سعودی تیل کمپنیوں کے مالکوں پر بھی مقدمے چلیں گے اور پھر ان جرائم پر جو کہ وہ اس علاقہ کے .....۔"

قارئین کرام یہ ہے مسلمانوں کے خلاف صلیبی عزائم کی ایک جھلک اب ذرا صیہونی عزائم بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اسرائیل کا سب سے پہلا وزیرِ اعظم ابن گوریون کہتا ہے کہ

"ہماری مملکت کی سرحدیں وہاں ہیں جہاں ہماری فوج کے قدم جا پہنچیں۔"

قارئین کرام آپ نے مذکورہ بالا واقعات نیز یہودیوں اور عیسائیوں کے اسلام کے خلاف عزائم اور عملی اقدامات سے ان کی اسلام دشمنی کا اندازہ لگا لیا ہوگا جس کا ذکر چودہ سو برس پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور نبی علیہ السّلام نے حدیث شریف میں بار بار کیا افسوس کہ ایک عرصہ سے مسلمان قرآنی اور نبوی ہدایات کو فراموش کر کے یہود و نصاریٰ کی تقلید و محبّت میں گرفتار ہو چکا ہے جس کی سزا ذلّت اور رسوائی کی شکل میں دُنیا بھر میں پوری اُمّت بھگت رہی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ تفصیل کے ساتھ اُمّت کو ہدایت فرما رہے ہیں۔

"اے ایمان والو نہ بناؤ بھیدی کسی کو اپنوں کے سوا۔ وہ (یہود ہوں یا نصاریٰ منافقین ہوں یا مشرک) کسر نہیں اُٹھا رکھتے تمہاری بربادی میں انکی خوشی ہے تم جس قدر تکلیف میں رہو، (بے اختیار) ظاہر ہو پڑتی ہے اُن کی زبان سے تمہاری دُشمنی اور جو کچھ (تمہاری دُشمنی) اُن کے جی میں مخفی ہے وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے۔ (جو ظاہر کرتے ہیں) ہم نے بتلا دیے تم کو پتے۔ اگر تم کو عقل ہے۔ سُن لو تم لوگ ان کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو (برخلاف ان کے وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے بلکہ خود اپنی کتابوں پر بھی اُن کا ایمان صحیح نہیں) اور جب تم

ملتے ہیں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر اپنی انگلیاں غصّہ سے آپ کہہ دیجئے مرو تم اپنے غصّہ میں اللہ کو خوب معلوم ہیں دل کی باتیں اگر تم کو ملے کچھ بھلائی تو بُری لگتی ہے اُن کو اور اگر تم پر پہنچے کوئی بُرائی تو خوش ہوتے ہیں اس پر اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو کچھ نہ بگڑے گا تمہارا ان کے فریب سے بے شک جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے۔" آل عمران پ ع ۳

مذکورہ بالا رونما ہونے والے حقائق کا حل اور مسلمانوں کو ذلّت سے نکالنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ مسلمان دینی قیادت کے تحت متّحد ہوکر اللہ کے راستہ میں جہاد کا طریقہ اختیار کریں تاکہ حرمین شریفین کے گرد کفّار کے حصار کو توڑا جاسکے اور جزیرۃ العرب سے کفّار کی فوجوں کو نکال باہر کیا جاسکے۔ جہاد ہی ایک ایسا راستہ ہے جس کی بدولت کفّار کے دلوں پر دہشت طاری کی جاسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دُنیا بھر میں جہاں بھی مجاہدانہ سرگرمیاں زندہ ہورہی ہیں کفر ان کو دہشت گردی کا نام دیتا ہے اور ہر مجاہد اس کو دہشت گرد نظر آتا ہے۔ دُنیا بھر میں چھوٹے چھوٹے پیمانہ پر جاری مجاہدانہ سرگرمیوں اور مسلمانوں کے گئے گزرے حالات کے باوجود کفر کس قدر دہشت زدہ ہے اس کا اندازہ آپ ان حقائق سے لگاسکتے ہیں جو ہم آگے پیش کرتے ہیں۔

یہودی ڈاکٹر برنارڈ لوئس اپنی کتاب "مغرب اور مشرقِ وسطیٰ" میں یہودیوں کو اس دینی اسلامی قیادت سے ڈراتے ہوئے کہتا ہے کہ

"جب سے عالمِ اسلام کے اندر مغربی شورش نے سر اُٹھایا ہے آج تک جتنی بھی بُنیاد پرست فکری تحریکیں اس شورش کو رد کرنے کے لیے اُٹھیں وہ سب اسلامی تحریکیں تھیں۔ اسی طرح جتنی انقلابی تحریکیں اُٹھیں اور جنھوں نے زبردست عوامی تائید حاصل کی اور جنھوں نے لوگوں کے جذبات کو اُبھارا یہ تمام تحریکیں بُنیادی طور پر اور علامتی طور پر بھی دینی تحریکیں تھیں اور ان کے مقاصد اور راستے اور شعائر بھی دینی تھے۔"

مزید کہتا ہے کہ "جس وقت عالمِ اسلام کے اطراف پر حملے شروع ہوتے تو

سے ایک لمحہ کے لیے بھی غفلت کا شکار نہ ہوں لہٰذا ہمارے ارد گرد کے علاقے میں اسلامی رُوح کی بیداری کے لیے اُبھرنے والی کسی بھی چنگاری کو ٹھنڈا کرنے اور سختی کے ساتھ کچلنے کے لیے ہمہ وقت کوشش کرنی چاہیے خواہ اُس کے لیے ہمیں اپنے دوستوں سے مدد ہی کیوں نہ طلب کرنی پڑے۔"

اخبار خبردار کرتے ہوئے مزید لکھتا ہے کہ

"اگر یہ (اسلامی جماعتیں) اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئیں اور ہم اپنے دوستوں کو ان جماعتوں پر مناسب وقت پر کاری ضرب لگانے کے لیے قائل نہ کر سکے تو اس وقت ہم حقیقی و اصلی دُشمن کے سامنے ہوں گے اور وہ کوئی خیالی سائے اور بے وقعت دُشمن نہیں ہوگا۔ حالانکہ اسی اصلی دُشمن کو معرکے سے دُور رکھنے کی ہماری اَب تک کی تمنّا ہے۔ . . اور یاد رکھیے کہ اگر وہ متعصب لوگ کامیاب ہو گئے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر ان میں سے کسی نے یہودی کو قتل کیا یا یہودی نے اسے قتل کیا تو وہ جنّت میں جائے گا۔ ایسی صورت میں اسرائیل کو سخت ترین مشکل صورت حال کا سامنا ہوگا۔"

۱۹۴۸ء کی جنگ میں مسلمانوں کی جاں نثاری کے کارناموں سے خائف ایک یہودی قائد کہتا ہے۔

"ان (مجاہدوں) کے نزدیک جنگ کوئی پیشہ ورانہ کام نہیں کہ جسے وہ آنے والے احکامات کے تحت ادا کرتے ہیں، بلکہ یہ تو وہ خواہش (دلی تمنّا) ہے جس کی طرف وہ پُورے جذبے اور جنونی حد تک محبت کے ساتھ دوڑے چلے جاتے ہیں اور اس وقت ہمارے ان فوجیوں کی طرح ہوتے ہیں جو اسرائیل کی حفاظت کے لیے پختہ عقیدے کے تحت لڑتے ہیں، لیکن ہمارے ان فوجیوں اور ان دین پر چلنے والے مُسلمانوں میں (جنہیں آج کی زبان میں مدارس کے فضلاء اور طالبان کہا جاتا ہے) ایک بڑا فرق ہے وہ یہ کہ ہمارے یہ فوجی وطن بنانے کے لیے لڑتے ہیں تاکہ اس میں زندہ رہیں، جبکہ مُسلمانوں کے یہ دیندار فوجی مرنے کیلئے لڑتے ہیں۔ (طریق غیر الجہاد لتحریر المسجد الاقصیٰ ص ۵۹)

اسلامی تحریکوں کو سختی سے کچلنے کی ترغیب دیتے ہوئے اخبار سنڈے ٹیلیگراف اپنے ۱۷ر دسمبر ۱۹۷۸ء کے شمارے میں "صرف سختی ہی کے ساتھ ہم بُنیاد پرست مُسلمانوں کے خطرے کو ختم کر سکتے ہیں"، کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:۔

"بے شک یورپیوں کا یہ خیال بہت بڑی غلطی ہے کہ مشرق وسطیٰ میں ان کے مفادات کو جس خطرے کا سامنا ہے وہ کیمونسٹوں کا خطرہ ہے حالانکہ یورپیوں اور اُن کے دوستوں کے مفادات کو اس علاقے میں جو واحد خطرہ ہے وہ بُنیاد پرست مسلمانوں سے ہے جن کی چستی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے باوجود اسکے کہ علاقہ کی مغرب دوست حکمران تنظیموں نے ان پر مصائب و مظالم کے پہاڑ توڑ دیے ہیں"۔

غور فرمائیں کہ اخبار کُفّار کی جانب سے مُسلمانوں پر مصائب اور مظالم ڈھائے جانے کا اعتراف بھی کر رہا ہے اور اس کی ترغیب بھی دے رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر بھی ان کے خبثِ باطنی اور ظاہری پر کوئی دلیل ہو سکتی ہے۔

اخبار مزید لکھتا ہے۔

"اگر ہم نے اس اسلامی انتفاضے (لاوے) کو اتنی زیادہ سخت فوجی قوت سے کچلنے میں جلدی نہ کی کہ جو اس کی دینی سختی سے ہے تو ہمیں مشرق وسطیٰ میں اس لاوے پر فقط نظر رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ اگر بُنیاد پرست مسلمانوں کا مقابلہ کرنے میں اسی طرح سے ہم نے سستی کا مظاہرہ کیا تو ہم خود اپنے ہاتھوں نصرانی دُنیا پر بُرا وقت لانے کے ذمّہ دار ہوں گے"۔

۱۹۷۸ء میں اسرائیلی ریڈیو اپنے تبصرہ میں کہتا ہے۔

"بے شک اس علاقہ میں دینی رُوح کا دوبارہ پیدا ہونا اسرائیل اور یورپی معاشرہ کے مستقبل کے لیے زبردست خطرہ بنتا جا رہا ہے اور اس قدر اچانک اور اتنی جلدی دینی رُوح کا دوبارہ بیدار ہونا اسرائیل اور یورپی معاشرے کے مستقبل کے لیے زبردست خطرہ بنتا جا رہا ہے اور اس قدر اچانک اور اتنی جلدی دینی رُوح کا دوبارہ

کسی حکمران یا وزیر یا فوجی یا حکومتی مولوی نے ان حملوں کے سامنے سینہ سپر ہونے والی تحریکوں کی قیادت نہیں کی بلکہ دینی رہنماؤں نے ہی عوام میں جذبات کو بیدار کیا اور بلند ہمتوں کو راہ دکھلائی۔"

برطانوی وزارتِ خارجہ کا مشیر "جیب" اپنی کتاب "اسلام کا رُخ کس طرف ہے" میں لکھتا ہے۔

"اسلامی تحریکیں حیرت انگیز تیز رفتاری سے ترقی کرتی ہیں اور یہ اس قدر اچانک پھٹتی ہیں کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی کمی ہے تو وہ صرف اور صرف صلاح الدّین ایّوبی کے ظہور کی ہے۔"

اسرائیل کا پہلا وزیرِ اعظم بن گوریون کہتا ہے کہ

"ہم اس علاقہ میں کسی انقلابی جمہوری اور اشتراکی نظام سے نہیں ڈرتے بلکہ ہم اسلام سے ڈرتے ہیں۔ یہ سرکش جو ایک طویل عرصہ تک سویا رہا اب کروٹ بدلنے لگا ہے۔ (قادة الغرب يقولون دمروا الاسلام جلال العالم ص۶۱)

اسرائیل کا سابق وزیر دفاع اریل آرون کہتا ہے کہ

"دُنیا کی کوئی طاقت اپنے عوام کو ہم خیال بنانے میں اسلام کے برابر نہیں ہوسکتی یہ صرف اسلام ہی ہے جو صرف اسلامی وطن کا پلیٹ فارم مہیّا کرتا ہے۔" (قادة الغرب يقولون دمروا الاسلام جلال العالم ص۶۱)

اسرائیلی اخبار "یدیعون احرنوٹ" ۸ مارچ ۱۹۷۸ء کے شمارے میں لکھتا ہے کہ

"ہمارے ذرائع ابلاغ کو اس اہم حقیقت کو نہیں بھولنا چاہیے اور یہی چیز اسرائیل کی عربوں کے ساتھ جنگ کی ٹیکنیکی چال کا ایک جز ہے اور حقیقت ہے کہ گو کہ ہم اپنی اس تیس سالہ جنگ میں اپنی اور اپنے دوستوں کی کوششوں سے عرب کے ساتھ اپنے اس معرکے میں اسلام کو دُور رکھنے میں کامیاب رہے ہیں مگر لازمی ہے کہ ہمیشہ کے لیے اسلام اس معرکہ سے دُور رہے اس لیے ہمارے لیے لازمی ہے کہ ہم اسلامی رُوح کی بیداری کو روکنے کی منصوبہ بندی

بیدار ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس علاقہ میں ہمارے دوستوں نے اس اسلامی رُوح کو کچلنے کے جتنے بھی اقدامات کیے تھے وہ تمام ناکام ہو چکے ہیں جس سے ان سب پر جو کہ اسلام کو اپنا تاریخی دُشمن تصوّر کرتے ہیں لازم ہے کہ وہ دوبارہ اپنے اقدامات پر نظرِ ثانی کریں اور اس اسلامی نئی پیشقدمی جو مصر، سعودیہ اور افغانستان سے شروع ہوئی ہے کو روکنے کے لیے جدید طریقوں کو اختیار کریں اور مؤثر اقدامات کرنے کے لیے متفق ہو جائیں کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ یہ اسلامی پیشقدمی کہیں ترکی تک نہ پھیل جائے کہ جس کے لیے ہم یہودیوں نے انتھک کوششیں کیں تب کہیں جاکر ہم یہاں خلافتِ اسلامیہ کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ ہم اپنے دوستوں اور معاونوں کے ساتھ مل کر یہ کارنامہ سرانجام دے سکے کچھ بے وقوف یہودی اور اُن کے دوست افغانستان، سعودیہ اور ترکی میں ہونے والے حالات کو ان ملکوں کے اسرائیل سے دُور ہونے اور ان ملکوں میں اسرائیل کے بہت سے دوست اور ایجنٹ ہونے کی وجہ سے کوئی اہمیّت نہیں دیتے، لیکن یہ بے وقوف بھول جاتے ہیں کہ اسرائیل لاکھوں عرب مسلمانوں میں گھرا ہوا ہے اور یہ کہ ان میں اسلامی تحریکیں سر اُبھار رہی ہیں اور ایسی فرصت کے انتظار میں ہیں کہ جب وہ ساری دُنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیں اور اسرائیل کو اچانک جہاد کی تکبیروں سے لرزا دیں یہودیوں اور ان کے دوستوں کو جان لینا چاہیے کہ اسرائیل کو جس حقیقی خطرہ کا سامنا ہے وہ (حقیقی) اسلامی رُوح کا دوبارہ پیدا ہونا ہے اور اسرائیل سے محبّت کرنیوالوں کو چاہیے کہ وہ اسلامی رُوح کو سلانے میں اپنی کوششیں صرف کریں۔ کیونکہ اگر یہ رُوح دوبارہ بھڑک اُٹھی تو پھر صرف اسرائیل اکیلا ہی خطرے میں نہیں ہوگا بلکہ پُورا مغربی معاشرہ خطرے میں پڑ جائے گا۔ (اعداء الیہود للحرکت الاسلامیۃ ابو غنیحہ ص۳۲)

یہودی اخبار یروشلم پوسٹ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۸ء کے شمارے میں اقوام متّحدہ میں اسرائیل کے سابق سفیر کا مضمون شائع کرتا ہے۔

"گو کہ مغربی لیڈروں اور خاص طور پر واشنگٹن میں موجود امن و امان کے افسروں کے پاس اسلام طبیعت اور متحرک اسلامی طاقتوں کے بارے میں مکمّل معلومات موجود ہیں اور پھر اسلامی متعصب تحریکوں کو روکنے کے اس احیار کو روکنے کے لیے بہت کوششیں کی گئی ہیں اور گو یہ کوششیں وقتی طور پر کامیاب بھی ہوئیں لیکن اسلامی علاقوں میں نئے حادثات و واقعات اور ایران، ترکی، شام، افغانستان اور مصر وغیرہ میں وسیع پیمانہ پر سرعت سے پھیلنے والی اسلامی رُوح نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ یہ تمام اقدامات دُور اثر نتائج پیدا کرنے میں ناکام ہوگئے ہیں۔" اور برڈزوک نے امریکہ اور دوسرے ملکوں کو اسرائیل کو مزید فوجی و اقتصادی امداد دینے کی نصیحت کی جو اس کے قول کے مطابق حقیقت میں متوقع اسلامی حملے کے سامنے مغربی معاشرے کے لیے پہلی دفاعی لائن ہے۔"

قارئین ان بیانات سے آپ پر یہود و نصارٰی کی بُنیاد پرستی، مذہبی تعصّب اور اسلامی دُشمنی اچھی طرح واضح ہوگئی ہے۔ یہ بات بھی واضح ہوگئی ہے جو کہ حقیقت بھی ہے کہ اُن کو سب سے زیادہ ڈر اور خطرہ دینی سوچ و فکر رکھنے والے علماء اور اُن کے پیروکار مُسلمان اور بالخصوص ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں سے ہے۔ کیونکہ اسلام کی اصل طاقت جو کفر یہ بُنیاد پرستی کو کھوکھلا کر سکتی ہے انہی سچّے اور بُنیاد پرست (یعنی پختہ) مُسلمانوں کی مجاہدانہ سرگرمیاں ہی ہیں۔ لہٰذا ہر مُسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر اور اپنی اولاد کے اندر "اسلامی بُنیاد پرستی" (یعنی پختگی) کو پیدا کرے اور دنیا بھر میں سرگرم "اسلامی بُنیاد پرست" تحریکوں کے ساتھ بھرپور تعاون کرے تاکہ بُنیاد پرست کفر کو جس کی قیادت دُنیا بھر میں امریکہ اور اسرائیل کر رہے ہیں جڑ سے اکھاڑا جاسکے اور یہ کام مُسلم حکومتوں بشمول پاکستانی اور عرب حکمرانوں کے بس کا نہیں ہے کیونکہ یہ حکومتیں فی الوقت یہود و نصارٰی کی آلہ کار ہیں اور اسلام کے مقابلہ میں اپنی ذاتی اغراض کو ترجیح دیتی ہیں۔ ۲۰ اگست کو افغانستان اور سوڈان پر امریکہ کا کروز میزائلوں سے اچانک حملہ اور اس دوران پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنا اور اسکے جواب میں حکومت پاکستان کا عوام سے حقائق کو چھپانا اور بُزدلانہ رویّہ ان کی نااہلی کی واضح دلیل ہے جبکہ متعدد میزائل پاکستان کے صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد میں گرے بھی ہیں۔ دراصل یہ حملہ عرب

مجاہد اور تاجر اسامہ بن لادن اور افغانستان میں خالص مذہبی حکومت کے استحکام کے خلاف تھا جس کی بدولت دُنیا بھر میں کُفر لرز رہا ہے۔ افغانستان میں قائم بے مثال امن وامان اور عدل و انصاف نے کُفر اور اُن کی آلہ کار مُسلم حکومتوں کے کاغذی امن وامان کی دھجیاں اس طرح سے اُڑا کے رکھ دیں کہ دُنیا پر اُن کی نالائقی روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے۔ ۲۸ر اگست کے روزنامہ جنگ میں پاکستان کے وزیرِ داخلہ چودھری شجاعت حسین کے بیان سے بھی یہ حقیقت مزید منکشف ہوتی ہے اُنھوں نے کہا کہ " لگتا ہے اب مجھے بھی "طالبان" بننا پڑے گا۔ جب ظلم ہوگا تو اس کا گناہ حکمرانوں کے سر بھی آئے گا۔ طالبان نے افغانستان میں جس طرح امن وامان کو کنٹرول کیا ہے وہ قابلِ تحسین ہے "

یہ بیان واضح کر رہا ہے کہ مدارس کے فارغ التحصیل عُلماء اور طلباء نظامِ حکومت چلانے کی بہترین صلاحیت رکھتے ہیں اس کے لیے انگریزی پڑھنے لکھنے یا مغربی تعلیمی اداروں سے ڈگریاں حاصل کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ تجربات نے تو امریکہ اور یورپ کی ڈگریاں رکھنے والوں کی اکثریت کو بالکل نالائق بد دیانت اور بُزدل ثابت کر دیا ہے

وزیرِ اعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف کا اخبارات میں کئی بار یہ بیان آچکا ہے کہ پُورے پنجاب میں کوئی بھی دیانتدار افسر نہیں ہے اور مَیں دیانتدار افسر تلاش کر رہا ہوں۔ الحاصل اسلام کے خلاف صلیبی اور صیہونی جنگیں جو کہ بُنیاد پرست امریکہ اور اسرائیل کی قیادت میں کی جارہی ہیں کا مقابلہ کرنے والے مجاہدین کی مدد و نُصرت دینی غیرت و حمیت کا تقاضہ ہے اگر اس نازک موقع پر مُسلمانوں نے غفلت سے کام لیا تو جزیرۃ العرب پر قابض امریکی اور یہودی فوجیں جو روز بروز حرمین شریفین کے گرد اپنا حلقہ تنگ کرتی جارہی ہیں بہت جلد ان دو مقدس مقامات کو اپنی ناپاک خواہشات کا نشانہ بنالیں گی۔ اللہ تعالیٰ اُمّت مسلمہ میں بیداری اور یک جہتی پیدا فرما کر کلمہ حق کی بلندی کا ذریعہ بنائے آمین۔

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً   علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مُبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔
محترم الحاج محمود احمد عارف رح کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنھوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔
ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اَجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالہ "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔
واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

هنوز آں ابرِ رحمت در فشاں است   خم و خمخانہ با مهر و نشان است

کیسٹ نمبر ۲۲ سائیڈ بی ۱۵-۷-۱۹۸۳ء

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّد وّ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اما بعد! عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ[1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: "دُنیا و آخرت میں قرابت و مرتبہ میں اور دینی مددگار ہونے کے اعتبار سے تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السّلام تھے۔ بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔"

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کا ذکر تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں، اُنہی سے گفتگو کے دوران فرمایا " اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی " تم ایسے ہو میرے لیے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لیے حضرت ہارون (علیہ السّلام) تھے، لیکن حضرت ہارون نبی تھے " اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ " میرے بعد نبی کوئی نہیں آنے والا اس واسطے یہ ہے کہ تم نبی نہیں ہو ہاں میرا اور تمہارا تعلّق اس طرح کا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ہارون علیہ السّلام کا تھا، دونوں بھائی تھے دونوں ایک دوسرے کے مُؤَیِّدْ تھے، لیکن دونوں نبی تھے، تم نبی نہیں ہو۔

ایسے ہُوا تھا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وفات سے تقریباً ڈیڑھ سال پیشتر ایک غزوہ فرمایا اور لشکر لے کر آپ گئے تبوک، تبوک کا فاصلہ مدینہ منوّرہ سے سات سو کلومیٹر کے قریب ہے اِس کا قصہ بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے، وہ (قصّہ) یہ ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰة والتسلیم نے بادشاہوں کو اسلام کی طرف دعوت نامے بھیجے کہ اسلام قبول کرلو، اِن دعوت ناموں پر کچھ جگہ کے ایک دو آدمی تو مُسلمان ہُوئے باقی ایک نے گستاخی کی وہ کِسرٰی تھا ایران اور عراق کے کچھ حصّہ کا بادشاہ، اِس نے نامۂ مُبارک چاک کر دیا اِس کی اطّلاع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو ہُوئی تو آپ نے فرمایا اس کی سلطنت بھی پارہ پارہ ہوجائے گی، اُس کی سلطنت سچ مچ پارہ پارہ ہوگئی اور اُن بادشاہوں میں خود شاہی خاندان میں اتنی گڑ بڑ ہوئی کہ ایک دوسرے کو قتل کیا یہاں تک کہ اُن کو بادشاہ کے تخت پر بٹھانے کے لیے کوئی مرد نہ ملا خاندان میں، ایک لڑکی کو اُنھوں نے ملکہ بنایا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا تھا۔ " لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ " وہ قوم ہرگز فلح نہیں پاسکتی اور دوسرے کلمات یہ بھی ہیں " كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ " وہ قوم کیسے فلح پائے گی " وَلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَاَةً " جنھوں نے اپنا سارا کام ایک عورت کے سپرد کر دیا ہو یہ چیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی درست ثابت ہُوئی۔ اسی طرح ہوتا گیا وہ تباہ ہوگئے۔ اور مسلمانوں کے ہاتھوں وہ علاقہ فتح ہُوا۔ اور خدا کی شان ہے کہ وہ والا نامہ جو اُس نے چاک کیا تھا وہ محفوظ رہا۔ اب بھی محفوظ ہے۔ ابھی وہ خریدا ہے کسی نے زید بن سلطان نے یا کسی اور نے، وہ خریدا ہے اور محفوظ

رکھا ہے اپنے پاس، یہ اللہ کی قدرت ہے کہ جو چیز اُس نے (بادشاہِ کسریٰ نے) چاہی کہ ختم کر دے وہ قائم رہی، پھٹنے کے بعد بھی چاک ہونے کے بعد بھی قائم رہی اور خود اس کی سلطنت پارہ پارہ ہوگئی۔

کچھ ایسا لگتا ہے کہ شاہ ایران جو تھا اُس نے بھی یہ کیا تھا یحییٰ خان بھی اُس میں گیا ہوا تھا جشن منایا تھا ڈھائی ہزار سال پرانا اِس کو جو بادشاہت ملی تھی وہ اسلامی دَور میں ملی تھی اِس شاہِ ایران کی بادشاہت تو اسلام کی وجہ سے ہوئی تھی نہ اُن باپ دادا کی وجہ سے جو مر چکے تھے کُفر میں مر چکے تھے، اس نے تعلّق اُن سے جوڑا جشن منایا اور اسلام سے توڑا۔ایک طرح سے خُدا نے اسے ختم کر دیا، ایسا ختم ہوا کہ رُوئے زمین پر اُس کے لیے جگہ تنگ ہوگئی کہیں اسے جگہ نہیں ملتی تھی کہ ٹھہر سکے، تو اُس کا تو یہ ہوا۔

اِدھر شام کا بادشاہ تھا۔(شام کی سرحد براہِ راست ملتی ہے عرب سے، اُردن کا حصّہ یہ براہِ راست ملتا ہے) اِس کو جب والا نامہ پہنچا تو اس نے بڑی تعظیم کی، پڑھا ترجمہ کرایا۔ہر چیز کے بارے میں گفتگو کی اور تمام چیزوں کو تسلیم کیا پھر اپنی قوم کے جو سردار تھے مُلک کے جیسے کہ اُس کے وزراء اور اس کے مصاحبین، ہم نشین اور اُس کے مشیر، اِن سب کو دعوت دی اسلام قبول کرنے کی کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا ملک ثابت رہے تو پھر اِس نبی کے ہاتھ پر بیعت کر لو فَتُبَایِعُوْا ھٰذَا النَّبِیَّ انھوں نے واک آؤٹ کر دیا۔حَاصُوْا حَاصَۃَ حُمُرِ الْوَحْشِ جیسے گدھے بھاگتے ہیں ایسے اُٹھ کر بھاگ گئے۔بھاگ کھڑے ہوئے لیکن دروازے سارے بند کرا دیے تھے اُس نے، تاکہ کہیں یہ نہ ہو کہ یہ نکل جائیں اور مجھے دوبارہ اِنھیں بُلانا پڑے اور یہ بات میری اور یہ جو گفتگو ہوئی ہے باہر نکل جائے اور پھر اور جگہ پھیل جائے تو پھر تدبیر کرنی مشکل ہوگی۔اُس نے اُنھیں پابند کر لیا تھا۔دروازے بند کرا دیے تھے دروازے بند تھے مجبور ہوگئے پھر بیٹھ گئے (یہ واک آؤٹ کا سلسلہ بھی پرانا ہے) پھر بادشاہ نے کہا کہ یہ مَیں نے تمہیں آزمانے کے لیے کہا تھا۔تم کو میں دیکھنا چاہتا تھا۔اَخْتَبِرُ بِھَا شِدَّتَکُمْ عَلٰی دِیْنِکُمْ میں آزمانا چاہتا تھا کہ شدت مضبوطی کتنی ہے تمہاری اپنے دین پر تو وہ میں نے آزمالی یہ لوگ خوش ہوگئے۔خوشی میں وہ تعظیم بجالاتے

اب تو یہی کہا جائے گا کہ تعظیم بجالاتے۔ آداب بجالاتے عربی میں ہے حدیث میں ہے۔
سَجَدُوْا لَہٗ وَرَضُوْا عَنْہٗ سجدہ کرلیا اُس کو اور خوش ہوگئے، اب یا تو سجدہ کرتے
تھے یا رکوع کرتے تھے یا جھکتے تھے جو صورت بھی تھی سجدہ سے تعبیر فرمایا گیا اُس کو، کہیں کہیں
رکوع کے لیے سجدہ کا لفظ بولا گیا مُراد رکوع لیا گیا تو جو بھی اُس طرح طریقہ تھا اُس دَور کا
وہ اُنھوں نے کیا اور شاید سجدہ ہی کیا۔ کیونکہ ایک صحابی نے اجازت بھی چاہی تھی کہ ہم چاہتے
ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منع فرمادیا کہ نہیں، سجدہ، تو صرف
اللہ کے لیے ہے وہ (صحابی) چاہتے تھے کہ جب بادشاہوں کو سجدہ ہوتا ہے تو ہم آپ کو کیوں نہ کریں
سجدہ، آپ تو نبی بھی ہیں اُن لوگوں کے لیے اُن کا بادشاہ جتنا ہے اُس سے بہت زیادہ
آپ ہمارے لیے ہیں ہم کیوں نہ کریں؟ تو آپ نے منع فرمادیا کہ سجدہ تو صرف اللہ کی ذات
کے لیے ہوتا ہے اور اگر میں کسی کو اجازت دیتا کہ سجدہ کرے تو عورت کو اجازت دیتا کہ شوہر
کو کرے، یعنی آپ نے ایک تعظیم کا دروازہ کھول دیا کہ آپس کے تعلقات میں درجہ بندی ملحوظ
رہے اور عظمت ملحوظ رہے۔ تعلقات کی خرابی نہ ہو اور شوہر بے جا باتیں بھی کردیتا ہے
وہ عورت برداشت کرلے یہ سمجھ کر کہ یہ بڑا ہے۔

تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خلاف ہوگیا وہ بادشاہ، دل سے تو اُس نے
مان لیا اور اُس نے دعوت بھی دے لی، لیکن جب اُس نے یہ سمجھا کہ یہ بات میری چلے
گی نہیں، مانے گا نہیں تو پھر اُس نے دوسری ترکیبیں شروع کردیں، اُس نے یہ سوچا کہ
جو بھی طاقت نئی پیدا ہوتی ہے اُبھرتی ہے تو اُسے مضبوط ہونے سے پہلے اگر ختم کردیا
جائے تو وہ پھر دَب جاتی ہے، اسی طرح سے یہ عربوں کی ایک طاقت بن رہی ہے رسول
اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے گرد جمع ہو رہے ہیں تو اِن کو کچل دیا جائے ان کو کچلنے کے
لیے اس نے چھیڑ چھاڑ شروع کردی اُس نے ایک لشکر بھیجا مُسلمانوں کو اندازہ نہ ہوا کہ
وہ اتنا بڑا ہے یا اتنی طاقت نہیں تھی اُس وقت کہ اتنے بڑے لشکر کے مقابلے میں
بڑا لشکر بھیجا جائے تو وہاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت زید کو اور حضرت
عبد اللہ بن رواحہ کو حضرت خالد بن ولید کو اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھیجا

یہ حضرات اُس لشکر میں گئے۔ اس مقام کا نام تھا مُوتَہ، مُوتَہ میں جو لڑائی ہوئی اس میں یہ سب حضرات شہید ہو گئے۔ حضرت جعفر طیارؓ، حضرت زیدؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، اور ان سب کے بارے میں آپ نے فرمادیا تھا کہ اِنْ اُصِیْبَ اگر ان کو کوئی چیز پیش آ جائے۔ یعنی زخم لگ جاتے۔ بیماری پیش آجاتے۔ عذر پیش آجاتے یا شہادت پیش آجائے کوئی بھی چیز ہو تو پھر یہ اور اگر اس کو بھی تو پھر وہ پھر تیسرا، تیسرا بھی نام لیا تینوں کے بارے میں فرمادیا تھا کہ اس ترتیب سے تو وہاں بہت سخت لڑائی ہوئی اور اُس میں مسلمانوں نے مقابلہ اس قدر بے جگری سے کیا کہ اس کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ اُن کے جسم کے سامنے کا حصّہ ہی زخمی تھا اور اُس پر نوّے سے زیادہ زخم تھے۔

اور اُن کا جو سردار ہوتا تھا وہی جھنڈا اُٹھاتا تھا اور جو جھنڈا اُٹھاتا تھا اُس پہ حملہ بڑے ہوتے تھے۔ وہ حملوں کا دفاع بھی کرتا تھا اور جھنڈا اُٹھانا بھی ہر آدمی کا کام نہیں ہوتا، کوئی بہادر آدمی ہو جو نمایاں بہادری کا حامل ہو اُسے جھنڈا دیا جاتا تھا اور پھر اُس جھنڈے پر پُورا زور لگتا تھا کہ یہ جھنڈا کسی طرح سے گر جائے اور جھنڈے والے کو ماردیا جائے تاکہ شکست ہو جائے، تو یہی ہوا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ لیکن اُنھوں نے بڑی بہادری کی ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا جھنڈا، دوسرا ہاتھ کٹ گیا تو کٹے ہوئے ہاتھوں سے پکڑ لیا، زخم بہت آچکے تھے شہید ہو گئے۔ تینوں آدمیوں کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ترتیب دی لشکر کو غالباً وہ دن گزر گیا اسی میں، اگلے دن لشکر کو ترتیب دیا تو اس طرح ترتیب دیا اُنھوں نے کہ ہر آدمی کو فاصلہ سے کھڑا کیا ایک صف اگر پہلے دن ہزار فٹ کی تھی تو اگلے دن وہ دو ہزار فٹ کی بن گئی اور دوسری صف کا آدمی اس جگہ آیا جہاں خلا تھا پہلی صف میں، تاکہ صف خالی نظر نہ آئے دُور سے، دُور سے یہ نظر آئے کہ ایک ہی صف تو مجمع اُنھیں دو گنا محسوس ہوا ایک ترتیب یہ بدلی، اور دوسرے لڑائی سب ہی نے بڑی سخت لڑی۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اُس دن نو تلواریں ٹوٹیں ایک تلوار رہی "صفیحہ یمانیہ" فرماتے ہیں وہ ٹھیک رہی میرے ہاتھ میں ورنہ تلواریں ٹوٹ گئیں وہ چپٹی تلوار یمنی قسم کی تھی وہ زیادہ مضبوط تھی وہ رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی توجّہ بھی ان کی طرف پوری تھی آپ نے بتلایا بھی ایسے کہ یہ شہید ہوگیا، پھر فلاں کو بتایا کہ یہ شہید ہوگیا پھر فرمایا کہ فلاں شہید ہوگیا۔ بتلاتے رہے اُس کو اُسی وقت جس وقت یہ قصہ پیش آرہا تھا، پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب اِمارت لی ہے تو اُن کا نام تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نہیں لیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ اللہ کی ایک تلوار ہے، خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے مِنْ غَیْرِ اِمْرَۃٍ بغیر امیر بنائے امیر ہوگئے وہ اور پھر خدا نے فتح دے دی دشمن کو بھاگنا پڑ گیا تو ان کی یہ صف بندی کی ترتیب جو تھی اِس سے وہ (دشمن) یہ سمجھے کہ اُن کو مدد مل گئی کمک پہنچ گئی ہے پیچھے سے اتنا وقت ملا اور اسی میں کمک آگئی کیونکہ اگلے دن وہ زیادہ نظر آئے اُن کو پہلے دن سے اور جائزہ ہر وقت لیا جاتا ہے کہ کتنے ہیں کیسے ہیں؟ فورًا پتہ چل جاتا ہے تو اِنھوں نے یہ کی کارروائی اور کامیابی نصیب ہوگئی۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا کہ یہ جو عرب لوگ آباد ہیں شام کی طرف غسّانی قبیلے کے اور وہ عیسائی تھے اُن کو استعمال کیا جا رہا ہے اُن کا لشکر آنے والا ہے حملآور ہونے والا ہے۔ وغیرہ ایسی خبریں بھی آتی رہیں پھر یہ اطلاع ملی کہ خود ہِرقُلؔ آرہا ہے اور تبوک جو اُس کی سرحد کا آخری حصّہ بنتا ہے حجازِ مقدس کا شمال اُس جگہ آنے والا ہے اور آگے بڑھ جائے گا۔ وہ خود ساتھ ہے لشکر بہت بڑا سُننے میں آیا ایک لاکھ کا یا تین لاکھ کا، اور بادشاہ جائے تو اتنا لشکر تو ہو ہی جاتا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پھر اعلان فرمادیا واضح لفظوں میں کہ ہمیں جانا ہے لمبا سفر ہے۔ فلاں جگہ جانا ہے اور یہ پہلی دفعہ ایسے ہُوا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے بارے میں اپنا ارادہ کہ مجھے کہاں جانا ہے واضح فرمایا اور ذکر فرمایا ورنہ یہ بتلایا ہی نہیں کرتے تھے کہ ہمیں کدھر جانا ہے بس چلنا ہے جہاد کی غرض سے، کہاں جانا ہے یہ نہیں بتایا کرتے تھے تاکہ دشمن زیادہ تیاری نہ کرسکے

تیار تو سب ہی تھے ہر وقت، جیسے مسلمان تیار ایسے ہی دوسرے بھی تیار اور اُن سے کوئی معاہدہ نہیں تھا اُن سے تو جنگ چھڑی ہوئی تھی جب جس کو موقع ملتا تھا وہ حملہ کرتا تھا جن سے معاہدہ تھا اُن پر کبھی حملہ نہیں کیا بلکہ ایسے ہوا ہے کہ جنھوں نے کبھی کوئی احسان کیا حسنِ سلوک کیا اُن پر بھی کبھی حملہ نہیں کیا، بچایا گیا چھوڑ دیا گیا تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس دفعہ ارادہ فرمایا کہ میں خود جاؤں گا اور اعلان فرما دیا کہ اُس جگہ جانا ہے، ہر آدمی تیاری کر لے اور اتنی تیاری کرے کہ اتنا لمبا سفر ہوسکتا ہے، سات سو کلومیٹر جو ہے عام رفتار سے ایک مہینہ کی چال ہے تو صحابہ کرام نے بہت بڑی تعداد میں تیاری کی تیس ہزار صحابۂ کرام تیار ہوگئے اور روانہ ہوئے یہ غالباً رجب کی بات ہے۔ رجب ۹ھ پھر رجب ۱۰ھ گزرا ذی الحجہ ۱۰ھ گیا اور محرم ۱۱ھ ہوا اور پھر ربیع الاوّل ۱۱ھ آیا تو اُس میں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے، تو وفات سے کوئی ڈیڑھ سال قریب پہلے کی یہ بات ہے کہ آپ وہاں تشریف لے گئے، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید تھی ارشاد فرمایا کہ مجھے ایک مہینہ کی مسافت کا رُعب دیا گیا ہے۔ یعنی مجھ سے جو ایک مہینہ کی مسافت پر لوگ ہیں میرے بدخواہ وہ مجھ سے مرعوب رہتے ہیں۔ اسلام کے بدخواہ مذہبِ اسلام کے دُشمن ـــــ ان پر رعب پڑا رہتا ہے۔ حالانکہ ایک مہینہ کی مسافت جو اُن کی ہے وہ بڑی چیز ہے اُس دَور میں بہت بڑی چیز تھی ایک مہینہ کا فاصلہ تو آپ جب تشریف لے گئے تو وہاں کوئی چیز نہیں تھی۔ اس موقع پر (یعنی غزوۂ تبوک میں جاتے وقت) آپ نے یہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کافی لمبا سفر ہے تم یہیں رہو۔ گھر میں، گھر والوں کی نگرانی اور خیال یہ بھی تو ایک کام ہے اس لیے آپ نے اُنھیں یہاں چھوڑا۔ کسی نے کہا کہ یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ناراضگی ہے جو اُنھیں چھوڑ گئے اور پھر اِن کو خیال آیا کہ میں عورتوں اور بچوں میں رہوں یہ تو کچھ ٹھیک نہیں، جاؤں جہاد کروں تو بہتر ہے ساتھ، تو یہ پیچھے سے پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اور یہ عرض کیا کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تسلی دی اور تسلی کے جو کلمات تھے وہ اُنکی فضیلت کے کلمات بن گئے، وہ کلمات یہ ہیں۔ "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی" تم ایسے

ہو میرے لیے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السّلام تھے سوائے اس کے کہ وہ نبی تھے۔ "اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" میرے بعد نبی کوئی آنے والا نہیں ہے اور یہی نقل فرما رہے ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

بعض لوگوں نے کہا یعنی شیعوں نے کہ یہ دلیل ہے اس کی کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی جانشینی کا حق حضرت علی رضؓ ہی کو تھا کیونکہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے جانشین ہوئے اُنھوں نے یہ استدلال کیا اِس حدیث سے، باقی کسی کو حق نہیں تھا تو اس کا جواب دیا گیا یہ کہ یہ استدلال غلط ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السّلام حضرت موسی علیہ السّلام کے بعد زندہ نہیں رہے بلکہ اُن کی زندگی ہی میں حضرت ہارون علیہ السّلام کی وفات ہو گئی تھی ــــــــــــــــ حضرت موسیٰ علیہ السّلام بعد تک حیات رہے ہیں تو اُن سے تشبیہ دینے سے یہ ہرگز مقصود نہیں ہو سکتا کہ میرے بعد تم میرے جانشین ہو گے۔ کیونکہ حضرت ہارون علیہ السّلام تو بعد میں رہے ہی نہیں پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔

دوسری طرف خارجی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ اِس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السّلام کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اپنی قوم میں اپنا جانشین مقرّر کیا اور خود کوہِ طور پر تشریف لے گئے اور اِدھر قوم جو تھی اُس نے عقائد کی بغاوت کر دی عقائد میں ہٹ گئے اسلام سے، اُنھوں نے اپنے لیے بچھڑا بنا لیا اور بچھڑے کی عبادت شروع کر دی پوجنا شروع کر دیا، حضرت ہارون علیہ السّلام سمجھاتے رہے کوئی نہ مانا مانے ہوں گے چند ایک آدمی باقی اکثریت جو تھی وہ گڑبڑ ہو گئی، حضرت موسیٰ علیہ السّلام جب آئے تو خفا ہوئے بڑے، اتنے خفا ہوئے کہ توراۃ کی جو تختیاں تھیں اَلْقَی الْاَلْوَاحَ زمین پر پھینک دیں اور اَخَذَ بِرَأْسِ اَخِیْہِ یَجُرُّہٗٓ اِلَیْہِ اُن کے سر کے بال پکڑ لیے اپنی طرف گھسیٹنے لگے اُنھوں نے کہا "یَبْنَؤُمَّ لَاتَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَأْسِیْ" میرا سر اور ڈاڑھی کیوں پکڑتے ہو یہ نہ پکڑو "اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ"، مجھے تو یہ اندیشہ ہوا تھا اور یہ تو کیا ہے فلاں نے سامری نے، حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اُسے بددعا دی، تو خوارج جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بدخواہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان قوم تمہارے قابو میں نہیں آئے گی، جیسے حضرت ہارون علیہ السّلام کے

کے قابُو میں نہیں آئی تھی۔ اسی طرح تمہارے قابُو میں بھی نہیں آئے گی، تو باتیں ساری اِدھر یا اُدھر کی بڑھی ہوئی ہیں حد سے، اعتدال سے بڑھی ہوئی ہیں اصل مقصود جو ہے وہ تو حضرت علی رضؓ کی فضیلت بیان کرنی ہے اور اُنھیں تسلّی دینی ہے اپنا قُرب بیان کرنا ہے رشتے کا بھی قُرب، اور اس بات کا بھی قُرب کہ تم ہمیشہ ساتھ رہے ہو تائید کرتے رہے ہو میری جیسے حضرت ہارون علیہ السّلام ساتھ رہے ہیں اور تائید فرماتے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقائد نصیب فرمائے اِن حضرات کی محبّت پر قائم رکھے اور آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔

دُعاءِ صحت کی اپیل

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کے قدیم اور مخلص رفیق جناب الحاج مبین احمد صاحب مدظلہم کو گزشتہ ماہ فالج کا حملہ ہُوا تب سے صاحبِ فراش ہیں۔ قارئین کرام سے ان کی جلد اور مکمّل تندرستی کے لیے اوقاتِ مقبولیت میں دُعاؤں کی پُرزور درخواست ہے۔

اعلان

اُن حضرات کو ایک سال کے لیے مفت رسالہ جاری کیا جائے گا۔ جو رسالہ کے سات خریدار بنائیں گے۔

(ادارہ)

احسان دانش

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیوں ان بتوں کے عشق کی تہمت اٹھائی جائے
چل کر اُسی گلی میں نہ دھونی رمائی جائے

یوں اس گلی میں چشمِ تمنّا سجائی جائے
پلکوں پہ آنسوؤں کی کناری لگائی جائے

بازیگہہ حیات میں عقبیٰ کا رکھ خیال
وہ کام کر کہ حشر میں صورت دکھائی جائے

جب مَیں بجز حضور کسی کا نہیں غلام
پھر کیوں کسی کی نازشِ بیجا اٹھائی جائے

اس کا خدا ہوا جو محمّد کا ہوگیا
یہ بات منکروں میں نہ کہہ کر گنوائی جائے

بندِ کفن تو کھول دیجئے دوستو! مگر!
پڑھ کر درود قبر کو صورت دکھائی جائے

شاید چلے بدن بھی تصوّر کے ساتھ ساتھ
تاثیرِ عشق یوں بھی کبھی آزمائی جائے

عشق رسول ہے تو سکوں کی دُعا نہ مانگ
یہ آگ لگ گئی ہے تو پھر کیوں بجھائی جائے

اٹھے کسی حسیں کی طرف کیا نگاہِ شوق !
ہر آئینے میں جب وہی تصویر پائی جائے

طوفاں میں اب یہ کشتیٔ امت ہے یارسول
اب تو کسی طرح سے کنارے لگائی جائے

سنتا ہوں بار بار کہیں سے اذانِ قبر
دن چھپ گیا، بساطِ تمنّا اٹھائی جائے

ہو جائیں راہ میں نہ کہیں ختم اشکِ غم
دولت یہ ان کے در پہ پہنچ کر لٹائی جائے

جب تک وہ تاجدارِ دو عالمؐ نہ دیکھ لیں
فردِ عمل مری نہ کسی کو دکھائی جائے

جس شخصیت کا ذکر برفعت کرے خدا
کیا مرا منہ، کہ اس سے محبت جتائی جائے

لے اس کا نام جس سے بھلا دو جہاں میں ہو
کر اس کا ذکر جس سے دلوں کی بُرائی جائے

جاکر درِ حضور پہ مجھکو رہی یہ فکر
آنکھوں میں کس طرح یہ تجلی سمائی جائے

ہے جانے کون، کس کے بدن میں چھپا ہوا
انگلی کسی پہ سوچ سمجھ کر اُٹھائی جائے

جن کا یہ قول ہے کہ بُرے ہیں سبھی مرے
قسمت انہیں کے در پہ نہ کیوں آزمائی جائے

دانشؔ ہزار رنگ کے جلوے ہیں دہر میں
دل میں کہاں جگہ، کہ طبیعت لگائی جائے

مولانا عبد الحفیظ صاحب (قسط : ۱)

فضائلِ آیت الکرسی

چوتھائی قرآن کے برابر ثواب

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سأل رجلاً من اصحابہ هل تزوجت قال لا ليس عندی ما اتزوج بہ قال او ليس معک قل هو اللہ احد قال بلٰی ، قال ربع القرآن۔ الیس معک قل یاایها الکافرون ؟ قال بلٰی ، قال ربع القرآن ، الیس معک اذا زلزلت ؟ قال بلٰی ، قال ربع

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں سے ایک شخص سے دریافت فرمایا، کیا تم نے نکاح کر لیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ نہیں، میرے پاس کوئی ایسی چیز (مال وغیرہ) نہیں ہے جس سے میں نکاح کر سکوں آپ نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے پاس (سورۃ) قل ھو اللہ احد نہیں ہے ؟ اُنھوں نے عرض کیا جی ہاں ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (پھر آپ نے دریافت فرمایا) کیا تمہارے پاس قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ نہیں ہے؟ اُنھوں نے عرض کیا کہ جی ہاں ہے آپ نے فرمایا: وہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے (آپ نے

القرآن ، الیس معک اذا جاء نصر اللہ ؟ قال بلٰی ، قال ربع القرآن ، الیس معک آیت الکرسی ؟ قال بلٰی ، قال ربع القرآنِ فتزوج [1]

پھر سوال کیا) تمہارے پاس (سورۃ) اذا زلزلت نہیں ہے ؟ اُنھوں نے عرض کیا کہ جی ہاں ہے آپ نے فرمایا کہ وہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ پھر آپ نے اُن سے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس اذا جاء نصر اللہ نہیں ہے ؟ اُنھوں نے عرض کیا جی ہاں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (بعد ازاں پھر آپ نے سوال دوہرایا) کیا تمہارے پاس آیت الکرسی نہیں ہے ؟ اُنھوں نے عرض کیا جی ہاں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ لہٰذا تم نکاح کرلو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول

(۲) عن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) قال ما اریٰ رجلاً ادرک عقلہ فی الاسلام یبیت حتی یقرأ ھذہ الآیۃ (اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم) ولو تعلمون ما فیھا لما ترکتموھا علی حال ان رسول اللہ صلی

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی صاحبِ عقل وخرد مسلمان مَیں نے نہیں دیکھا جو آیت الکرسی پڑھے بغیر رات گزارتا ہو اور اگر تمہیں معلوم ہو جائیں جو کچھ اس میں (فضائل وفوائد) ہیں تو تم کسی حال میں بھی اسے (پڑھنا) ترک نہ کرو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

---

[1] اخرجہ احمد وابن والھروی فی فضائلہ۔ تفسیر ابن کثیر ص ۳۰۶ ج ۱ بتغیر یسیر

اللّٰہ علیہ وسلّم قال اُعطیتُ آیۃ الکرسی من کنزٍ تحت العرش ولم یوتہا نبی قبلی۔ قال علی: فمابتُّ لیلۃً قطُّ منذُ سمعت ھذا من رسولِ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم حتی اقرأھا۔ ۱؎	ارشادِ گرامی ہے۔ مجھے آیت الکرسی عرش کے نیچے کے مخصوص خزانوں میں سے دی گئی ہے اور مجھ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (اپنا معمول) بیان فرمایا جب سے میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے تو میں نے کوئی رات بھی اسے پڑھے بغیر نہیں گزاری۔

حضرت علی رضؓ ہی سے ایک اور روایت ہے جس میں یہ اضافہ ہے۔

ومابتُّ لیلۃً قط حتیٰ اقرأھا ثلاث مراتٍ اقرأُھا فی الرکعتین بعد العشاء الآخرۃ فی وتری وحین آخذ مضجعی من فراشی۔ ۲؎	میں کوئی رات تین بار پڑھے بغیر نہیں گزارتا دو بار تو عشاء کے بعد وتروں کی دو رکعات میں اور ایک بار سوتے وقت

آیت الکرسی تمام قرآنی آیات کی سردار ہے

(۳) عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ قال سیدۃ آی القرآن (اللّٰہ لآ اِلٰہ اِلّا ھُوالحی القیّوم) ۳؎	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے قرآن پاک کی آیات کی سردار آیتُ الکرسی ہے

۱؎ اخرجہ الدیلمی

۲؎ اخرجہ ابن ابی شیبۃ والدارمی ومحمد بن نصر وابن الضریس۔

۳؎ اخرجہ البیہقی فی الشعب

آیت الکرسی اسم اعظم ہے

(۴) عن ابی امامۃ یرفعہ قال اسم اللّٰہ الاعظم الذی اذا دُعی بہ اجاب فی ثلاث سُوَرٍ سورۃ البقرۃ وآل عمران وطٰہٰ - قال ابو امامۃ فالتمستُھا فوجدت فی البقرۃ فی آیۃِ الکرسی (اللّٰہ لآ الٰہ الا ھُوَ الْحَیُّ القیوم) وفی آل عمران (اللّٰہ لآ الٰہ الا ھُوَ الحیُّ القیوم) وفی طٰہٰ (وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ القیّوم) [۱]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے "اسمِ اعظم" جس کے ذریعہ جب دُعاء کی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے وہ تین سورتوں میں ہے۔ سورۃ البقرہ آل عمران اور طٰہٰ میں حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مَیں نے اسمِ اعظم کو تلاش کیا تو سورۃ البقرہ میں آیت الکرسی اور آل عمران میں (دوسری آیت) اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم اور سورہ طٰہٰ میں وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم (آیت نمبر ۱۱۱) میں اسے پایا۔

ہر قسم کی حفاظت کا ذریعہ ہے

(۵) عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال :

حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت

---

[۱] اخرجہ ابن ابی الدنیا فی الدعاء والطبرانی وابن مردویہ والھروی فی فضائلہ والبیھقی فی الاسماء والصفات وکذا عن احمد وابن ماجہ والترمذی و قال حسن صحیح بدونِ و فی طٰہٰ

قال رجل یا رسولَ اللّٰہ علمنی شیئًا ینفعنی اللّٰہ بہ قال اقرأ آیۃ الکرسی فانہ یحفظک و ذریتک ویحفظ دارک حتی الدویراتِ حول دارک ۔ اخرجہ المحاملی فی فوائدہٖ

ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسی چیز سکھائیے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا آیت الکرسی پڑھا کرو۔ کیونکہ یہ تمہاری، تمہاری اولاد کی اور تمہارے گھر کی حفاظت کرے گی۔ حتّٰی کہ تمہارے اِرد گرد کے پڑوسیوں کے گھروں کی بھی۔

(۶) عن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللّٰہ عنہ انہ کان اذا دخل منزلہ قرأ فی زوایاہ آیۃ الکرسی[1]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو اس کے (چاروں) کونوں میں آیت الکرسی پڑھ کر دم کرتے۔

فرض نماز کے بعد پڑھنے سے دوسری نماز تک حفاظت

(۷) عن الحسن بن علی رضی اللّٰہ عنہما من قرأ آیۃ الکرسی فی دبر الصلاۃ المکتوبۃ کان فی ذمۃ اللّٰہ الی الصلاۃ الاخریٰ[2]

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی تو وہ دوسری نماز تک اللہ تعالیٰ حفاظت میں رہے گا۔

(۸) عن انسٍ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من قرأ فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی

---

[1] اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابو یعلی وابن المنذر وابن عساکر

[2] اخرجہ الطبرانی بسند حسن۔

آیۃَ الکرسی حُفِظَ الی الصلاۃ الاُخریٰ - ولا یحافِظ علیھا الا نبی او صدیق او شھید [1]

۔۔کو پڑھے گا تو وہ دوسری نماز تک محفوظ کر دیا جائے گا اور اس کی (یعنی آیت الکرسی پڑھنے کی) پابندی نبی، یا صدیق یا شہید ہی کرتے ہیں۔

ہر نماز کے بعد پڑھنے سے جنّت میں داخلہ

(۹) عن علیؓ : سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول من قرأ آیۃ الکرسی فی دبر کل صلاۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا الموت۔ ومن قرأھا حین یأخذ مضجعہ اٰمَنَہُ اللّٰہ علی دارہ، ودار جارہ واھل دویرات حولہ [2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی کو پڑھے گا تو اس کے جنّت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی دوسری چیز رکاوٹ نہیں رہے گی۔ اور جس شخص نے سوتے وقت اسے پڑھا تو اس کا گھر اس کے پڑوسی کا گھر اور اردگرد کے دیگر پڑوسیوں کے گھروں کو بھی اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں گے۔

سوتے وقت پڑھنے سے حفاظت

(۱۰) عن قَتَادۃ قال : من قرأ آیۃ الکرسی اذا آوٰی

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے سوتے وقت آیت الکرسی

---

[1] اخرجہُ البیھقی فی شُعبِ الایمان

[2] اخرجہ البیھقی۔ قرطبی ص ۲۶۹ ج ۳

الی فراشہ وکل بہ ملکین یحفظانہ حتی یصبح [1]

پڑھی تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو صبح تک اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۱۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ! قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حم المومن الی "الیہ المصیر" وآیۃ الکرسی حین یصبح حفظ بھما حتی یمسی، و من قرأھما حین یمسی حفظ بھما حتی یصبح [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے سورۃ مومن کی ابتدائی تین آیات اِلَیۡهِ الۡمَصِیۡرُ تک اور آیت الکرسی کو صبح کے وقت پڑھا تو وہ ان کی وجہ سے شام تک (ہر بلا و مصیبت سے) محفوظ رہے گا اور جس نے ان دونوں کو شام کے وقت پڑھا تو اِن کی وجہ سے صبح تک (ہر بلا و مصیبت سے) محفوظ رہے گا۔

زچگی کی حالت میں دم

(۱۲) عن فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ لما دنا ولادھا اَمَرَ اُمَّ سَلَمَۃَ وَزینبَ بنت جحش ان تأتیا فاطمۃ فتقرأ عندھا آیۃ الکرسی،

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب وہ زچگی کی حالت میں تھیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت ام سلمہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ تم دونوں فاطمہ کے پاس جاؤ اور ان کے پاس آیت الکرسی اور

---

[1] اخرجہ ابن الضریس [2] اخرجہ الدارمی والترمذی

وان ربكم الله الآيه وَتُعَوِّذاها بالمعوذتين لـه

ان ربکم اللہ (سورۂ یونس کی آیت نمبر ۳) اور معوذتین پڑھ کر دم کرو۔

کھانے میں برکت

(۱۳) عن عائشة رضى الله عنها ان رجلا اتى النبى صلى الله عليه وسلم فشكا اليه ان ما فى بيته ممحوق البركة - فقال اين انت من آية الكرسى ؟ ما تُلِيَتْ على طعامٍ ولا إدامٍ الا انمى الله بركة ذلك الطعام والادام ٢ـه

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنے گھر سے برکت کے اُٹھ جانے کی شکایت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: تو آیت الکرسی سے کیوں غافل ہے؟ (مزید فرمایا) جس کھانے اور سالن پر آیت الکرسی پڑھی جائے گی تو اللہ تعالیٰ اُسکے کھانے وغیرہ میں برکت ڈال دیں گے۔

مصیبت کا دور ہونا

(۱۴) عن ابى قتادة : ان النبى صلى الله عليه وسلم قال من قرأ آية الكرسى و خواتيم سورة البقرة عند الكرب اغاثهُ الله تعالىٰ ٣ـه

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے آیت الکرسی اور سورۃ بقرہ کی آخری (۳) آیات کسی مصیبت کے وقت پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو دُور فرما دیں گے۔

ـه [illegible] فى عمل اليوم والليلة ٢ـه اخرجه ابن السنى [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط کسریٰ کے نام خط کی توہین اور کسریٰ کا انجام

مولانا مسعود قاسم قاسمی بن مولانا محمد قاسم قاسمی

ہادیٔ عالم، سرورِ کونین، سید الثقلین، امام القبلتین، جدّ الحسن والحسین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کی نبوت کو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم، کسی قبیلے، کسی گروہ یا کسی خاص زمانے کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ بلکہ تمام انسانوں اور تمام جہانوں کے لیے آپ کو نبی بنا کر بھیجا۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ۔ عرب کی مخالفت کی وجہ سے دعوتِ اسلام اور تبلیغِ احکام کا دروازہ بند تھا۔ صلح حدیبیہ نے اس دروازہ کو کھول دیا۔ اَب وقت آیا کہ اللہ عزوجل کا پیغام اس کے تمام بندوں کو پہنچا دیا جائے۔

اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے واپسی کے بعد بادشاہانِ عالم کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط تحریر فرمائے، چنانچہ قیصرِ روم کی طرف دحیہ کلبی، خسرو پرویز کسریٰ شاہِ ایران کی طرف عبداللہ بن حذافہ السہمی رضؓ، نجاشی شاہِ حبشہ (ایتھوپیا) کی طرف عمرو بن اُمیہ ضمری رضؓ، مقوقس شاہِ مصر و اسکندریہ کی طرف حاطب بن ابی بلتعہ رضؓ، منذر بن ساوی شاہِ بحرین کی طرف علاءؓ بن حضرمی رضؓ، ہوذہ بن علی رئیسِ یمامہ کی طرف سلیطؓ بن عمرو رضؓ اور حارث غسانی امیرِ دمشق کی طرف شجاع بن وہب الاسدی رضؓ کے ہاتھ محرم ۷ھ میں دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے۔

ان خطوط میں دعوتِ اسلام دینے کے ساتھ ساتھ ان پر واضح کر دیا تھا کہ اگر تم نے اسلام کو قبول کرنے سے انکار کیا تو تمہارے انکار کرنے کا وبال اور انکار کی وجہ سے تمہاری

رعایا کا اسلام کے قبول کرنے سے محرومی کا وبال تمہاری گردنوں پر ہوگا۔ ذیل میں نامہائے مُبارکہ میں سے صرف کِسرایٰ کے خطوط کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

"نامۂ مُبارک بنام کِسرایٰ"

حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمیؓ کو خط دے کر خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں (جس کا لقب کسرایٰ تھا) کے پاس بھیجا۔ جب حضرت عبداللہؓ پہنچے اُس وقت خسرو پرویز کردستان کی سرحد پہ دریائے قرامو کے کنارے خیمہ زن تھا۔ پرویز بڑے جاہ وجلال اور شان و شوکت کے ساتھ تخت پر متمکن تھا۔ حضرت عبداللہ نقیب کی آواز پر اندر داخل ہُوئے تو اہلِ دربار بڑی حیرت و تعجّب سے اُنھیں دیکھنے لگے کہ اتنے معمولی لباس اور اس قدر سادگی والا کوئی شخص اتنی بے باکی سے خسرو کے دربار میں آج تک نہیں آیا تھا یہ کون ہے ؟ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے آپ کا نامۂ مُبارک خسرو پرویز کو پیش کر دیا جس نے ترجمان کو بُلا کر پڑھنے کا حکم دیا۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نامۂ مُبارک کی تحریر یہ تھی۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔

من محمّد عبداللہ و رسوله الی کسرٰی عظیم فارس !

سلامٌ علیٰ من اتبع الھُدیٰ و اٰمن باللہ و رسوله
وشھد ان لا اِله الّا اللہ وحدہ لا شریك له
وانّ محمّدًا عبدہ ورسوله ادعوك بدعایة اللہ فانّی
انا رسول اللہ الی النّاس کافّة لانذر من کان
حیا و یحق القول علی الکافرین اَسلم تسلم فان ابیت
اللہ فانّ اثم المجوس علیك۔

مَیں شروع کرتا ہُوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔
محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی جانب سے فارس کے عظیم کسرایٰ کی جانب۔ سلام ہو اُس پہ جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اُس

کے رسُول پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسُول ہیں میں تجھے اللہ کے دین کی طرف بُلاتا ہُوں کیونکہ مَیں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہُوں تاکہ ہر زندہ انسان کو (آخرت کا) ڈر سُناؤں اور قائم ہو جائے کافروں پر اللہ کی حجّت۔ اسلام کو قبول کر، سلامت رہے گا۔ اگر تو نے انکار کیا تو تمام مجوسیوں (کے اسلام قبول نہ کرنے) کا گناہ تجھ پر ہوگا۔"

کسریٰ آپ کے والا نامہ کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہوگیا اور آپ کا والا نامہ چاک کر دیا اور غضب ناک ہو کر کہنے لگا کہ ہمارے غلام کو یہ جُرأت کہ ہمارے نام اس طرح خط لکھے! یمن کے گورنر کو حکم دیا جائے کہ (نعوذُ باللہ) مُحمّدؐ کو پکڑ کر ہمارے دربار میں بھیج دے۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دربارِ اقدس میں حاضر ہو کر تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے سُن کر فرمایا کہ کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

یہاں خسرو پرویز کی شہنشاہیت، طاقت، سطوت کی ایک جھلک دکھانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ فارس کا پایۂ تخت تو مدائن ہی تھا، لیکن مدائن سے ساٹھ میل دُور شمال کی طرف خسرو پرویز نے اپنی رہائش گاہ کے لیے ایک محل تعمیر کروایا تھا۔ اگر یہ محل زمانے کی دستبرد سے بچا رہتا تو اس کا شمار عجائبات عالم میں ہوتا

خسرو پرویز نے اس محل کا نام "قصرِ دستا گرد" رکھا تھا۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے دو مؤرّخوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس محل کو دیکھ کر جنّت الفردوس کا گمان ہوتا تھا۔ اس کے چاروں طرف دُور دُور تک لہلہاتے سبزہ زار اور مرغزار تھے۔ جن میں چکور، مور، شتر مُرغ اور ہرن چرتے چگتے تھے۔ یہ وسیع و عریض محل چالیس ہزار ستونوں پر کھڑا تھا۔ جن پر سونے کا پانی چڑھا ہُوا تھا محل کے اُوپر ایک ہزار برج تھے جو خالص سونے کے بنے ہُوتے تھے "قصرِ دستا گرد" مَیں نو سو ساٹھ ہاتھی، بیس ہزار اُونٹ اور چھ ہزار اعلیٰ نسل کے گھوڑے زرق برق کپڑوں سے سجے ہُوئے موجود رہتے تھے۔ محل کے دروازے پر رات دن چھ ہزار کمر سر بازوں کا

پہرہ دیتا تھا۔ محل کے اندر کی فضا مشک و عنبر سے مہکتی رہتی تھی۔ اس تاجدارِ عجم نے قصرِ دستاگرد میں تین ہزار نوخیز اور انتہائی حسین لڑکیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔

("حجاز کی آندھی" ص ۲۲۹ مصنّفہ عنایت اللہ)

اس آتش پرست فرعون کے دماغ میں غرور و تکبّر کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہُوا تھا۔ اسی لیے اس نے آقائے دوجہاں کے خط کی اہانت کی ناپاک جسارت کی۔ اِدھر گورنر یمن باذان نے بانویہ اور خرخسرہ نامی دو آدمیوں کو آپؐ کے نام ایک خط دے کر روانہ کیا۔ جب یہ دونوں آدمی بارگاہِ رسالت میں پہنچے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہیبت و عظمت سے تھر تھر کانپنے لگے انھوں نے اسی حالت میں باذان کا خط آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ شہنشاہِ عالم نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُلایا ہے۔ اگر آپ تعمیل نہیں کریں گے تو وہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ کے مُلک کو تباہ و برباد کر دے گا۔ آپ باذان کا خط سُن کر مُسکرائے اور ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ کل آنا۔ اگلے روز جب یہ دونوں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ آج رات فلاں فلاں وقت اللہ تعالےٰ نے کسرٰی پر اُس کے بیٹے شیرویہ کو مُسلّط کر دیا اور شیرویہ نے کسرٰی کو قتل کر دیا یہ منگل کی رات تھی اور جمادی الاوّلیٰ ۷ھ کی دس راتیں گذر چکی تھیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم واپس جاکر باذان کو یہ خبر پہنچا دو اور یہ بھی کہہ دو کہ عنقریب اسلامی حکومت کسرٰی کے پایۂ تخت تک پہنچ جائے گی۔

جب بانویہ اور خرخسرہ نے واپس جاکر باذان کو تمام واقعات بیان کیے تو وہ کہنے لگا کہ یہ بادشاہوں جیسی بات نہیں۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو خُدا کی قسم وہ بلا شُبہ نبی ہیں۔ باذان نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی دی ہُوئی بات کی تصدیق کروائی جو بالکل صحیح ثابت ہُوئی۔

قصّہ یُوں ہُوا کہ جب خسرو پرویز کا جاہ و جلال اور اس کی جنگی قوّت دیکھ کر سب کہتے تھے کہ ساری دُنیا کی سلطنت فارس میں آجائے گی۔ حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ وہی خسرو پرویز جنّت نظیر "قصرِ دستاگرد" کے چور دروازے سے بھاگا اور ساٹھ میل چل کر مدائن میں جا کر سانس لیا اور اُس نے فیصلہ کر لیا کہ اب تخت فارس سے دستبردار ہو کر اپنے محبوب بیٹے

مردازویہ کو تخت پر بٹھا دے گا، لیکن اس کی عیسائی بیوی شیریں اپنے بیٹے شیرویہ کو فارس کا بادشاہ بنانا چاہتی تھی، علاوہ ازیں فوج کے جرنیل بھی شیرویہ کے ساتھ تھے شیرویہ نے تخت پر قبضہ کر لیا اور اپنے والد کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ پرویز محل سے بھاگا، لیکن شہر سے نہ بھاگ سکا اس نے ایک غریب آدمی کی جھونپڑی میں پناہ لی۔ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حکم دینے والا، جنّت الفردوس جیسے "قصرِ دستاگرد" میں رہنے والا اور اپنے آپ کو خُدا کہنے والا ایک تنگ و تاریک غلیظ جھونپڑی میں اس طرح چُھپا کہ اس کے اُوپر بدبو دار چیتھڑے اور گھاس ڈال دی گئی۔ گھڑ سوار فوجیوں نے تلاش کرتے ہوئے اس کو نکال لیا اور شیرویہ کے سامنے پیش کیا۔ اس نے حکم دیا کہ اسے زنجیروں میں باندھ کر میدان میں لے چلو اور اس کے تمام بیٹوں کو گرفتار کر کے میدان میں کھڑا کر دیا گیا۔ اٹھارواں یزدگرد جو بعد میں فارس کا بادشاہ بنا، فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔

شیرویہ نے حکم دیا کہ پرویز کے سامنے اُس کے ایک ایک لڑکے کو قتل کر دیا جائے۔ پرویز کے سامنے اس کے تمام لڑکوں کے ایک ایک کر کے سر قلم کر دیے گئے اور یہ پرویز کے سامنے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پڑے تھے جس طرح نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے تھے۔ پرویز نے رحم کی استدعا کی کہ میری جان بخشی کی جائے، لیکن اُسے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ بعد میں اُسے بھی قتل کر دیا گیا یہ اُسے اللہ کے رسول کے پیغامِ حق کی توہین کرنے کی سزا ملی۔ اور فرمانِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سچ ثابت ہُوا۔ اور یکے بعد دیگرے فارس کے حکمران قتل ہوتے رہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں فارس مکمّل فتح ہوگیا۔

باذان ۔ اپنے خاندان اور دوست و احباب کے ساتھ مُشرّف بَاِسلام ہُوا اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے اسلام کی اطّلاع دی۔

ماخذ ۔ (۱) مکتوباتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم (۲) سیرتِ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم (۳) حجاز کی آندھی (۴) سیرتُ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم (شبلی نُعمانی)

(سیّد رشید) کے والد اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں شمار کر رہے تھے اور اپنی اولاد کو آخری وقت ایک نظر دیکھ لینے کے لیے سخت بے قرار تھے، مگر طرابلس الشام کے شقی اور شیطان قلب حکام نے اتنا رحم بھی جائز نہ رکھا کہ اُنھیں اُن کے لڑکوں کے ساتھ ایک کوٹھری میں قید کیا جائے اور کم از کم مرتے وقت چھوڑ دیا جائے کہ اپنی اولاد کے ہاتھوں پانی کے چند قطروں سے محروم نہ رہیں۔ حالانکہ اَب عنقریب وہ اس دُنیا میں جانے والے تھے جہاں اس دنیا کے ظلم وستم کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا اور جہاں چند دنوں کے بعد ان ظالموں کو بھی جاکر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، آج وہ ایک قیدی اور محکوم کی حالت میں گو دم توڑ رہے ہیں، مگر کل ایک تختِ عدالت بچھنے والا ہے جہاں حاکم و محکوم ظالم و مظلوم، قیدی و حارس سب ایک ہی صف اور ایک ہی مقام پر کھڑے ہوں گے۔

فَسَيَعْلَمُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

(سیّد رشید رضا) قاہرہ میں بیٹھے یہ تمام جگر شگاف خبریں سُنتے تھے، مگر اُف تک نہیں کرتے تھے ان کے صبر و سکوت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ گویا پیشتر ہی سے ان آنے والے حوادث کے منتظر تھے اور جو کچھ ہو رہا ہے اُس سے زائد اُن کو معلوم تھا، بوڑھا باپ قید خانے میں اُن کے لیے تڑپ رہا تھا، مگر یہ جا نہیں سکتے تھے کیونکہ اگر جاتے تو فوراً گرفتار کر لیے جاتے اور جس خدمتِ ملّت کے لیے یہ سب کچھ جھیل رہے تھے اس کا سلسلہ مسدود ہو جاتا اُن کی رہائی اور نجات کے لیے سعی و کوشش بھی بے سود تھی۔ کیونکہ اگر جرم ہو تو اس کی مدافعت کی جائے بے جرمی کے جرم کا کیا علاج؟

(الہلال ۲۲ جولائی ۱۹۱۲ء)

قسط: ۵

جاوید احمد غامدی صاحب کے افکار و نظریات

"قانونِ میراث" کا تنقیدی جائزہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد زید مجدہم
مدرس و نائب مفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

جاوید صاحب کی پانچویں غلطی اور اس کا جواب

کلالہ کی بحث کے ذیل میں جاوید صاحب لکھتے ہیں :

"باعتبار مجاز ائمہ لغت نے بالعموم اس کے تین معنی بیان کیے ہیں۔
ایک وہ شخص جس کے پیچھے اولاد اور والد دونوں میں سے کوئی نہ ہو۔
دوسرے وہ قرابت جو اولاد اور والد کی طرف سے نہ ہو۔
تیسرے کسی شخص کے وہ رشتہ دار جن کا تعلق اس کے ساتھ اولاد اور والد کا نہ ہو۔

جہاں تک پہلے معنی کا تعلق ہے۔ فقہاء نے اگرچہ یہاں بالاتفاق وہی مراد لیے ہیں لیکن آیت ہی میں دلیل موجود ہے کہ یہ معنی یہاں مُراد لینا کسی طرح ممکن نہیں ہے غور فرمائیے۔ یوصیکم اللہ فی اولاد کم سے جو سلسلۂ بیان شروع ہوتا ہے اُس میں اولاد اور والدین کا حصہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تعمیل وصیت کی تاکید من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین اور من بعد وصیۃ توصون بھا او دین کے الفاظ میں کی ہے۔ ازواج کے حصوں میں اسی مقصد کے لیے من بعد وصیۃ یوصین بھا أو دین اور من بعد وصیۃ توصون بھا او دین کے الفاظ آئے ہیں۔ تدبّر کی نگاہ سے دیکھیے تو ان سب مقامات پر فعل مبنی للفاعل (معروف) استعمال ہُوا ہے اور یوصی یوصین اور توصون میں ضمیر کا مرجع ہر جملے میں بالصراحت مذکور ہے، لیکن قرآن کا ایک طالب علم اس حقیقت سے صرف نظر نہیں کر سکتا کہ کلالہ کے احکام میں یہی لفظ

بنی للمفعول (مجہول) ہے۔ یہ تبدیلی صاف بتارہی ہے کہ ان کان رجل یورث کلالۃ او امرأۃ میں یوصی کا فاعل یعنی موروث مذکور نہیں۔ اس وجہ سے اس آیت میں کلالہ کو کسی طرح مرنے والے کے لیے اسم صفت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ تغیر حجت قطعی ہے کہ قرآن مجید نے یہ لفظ اس آیت میں پہلے معنی یعنی اس شخص کے لیے جس کے پیچھے اولاد اور والد دونوں میں سے کوئی نہ ہو استعمال نہیں کیا ہے

اب رہے دوسرے اور تیسرے معنی تو ان میں سے جو بھی مُراد لیے جائیں۔ آیت کا مدعا چونکہ ایک ہی رہتا ہے اس لیے ترجیح محض حسنِ تالیف کے لحاظ سے ہوگی، چنانچہ آیت میں یورث باب افعال سے بنی للمفعول ہے۔۔۔ اس تالیف کلام کی رو سے اس ٹکڑے کا ترجمہ یہ ہوگا" اور کسی مرد یا عورت کو اس حال میں ترکے کا وارث بنایا جاتا ہے کہ وہ کلالہ ہے"

"وارث بنانے کا اختیار مرنے والے ہی کو ہوگا۔۔۔" میزان ص ۶۳-۶۴

جاوید صاحب نے اپنی ان عبارات میں چند اُمور کا دعوٰی کیا ہے۔

(۱) کلالہ کا معنی اوّل اس مقام پر مراد لینا کسی طرح ممکن نہیں ہے اور اس کے لیے معروف سے مجہول کی طرف تغیر حجّت قطعی ہے۔

(۲) یورث باب افعال سے ہے۔

(۳) وارث بنانے کا اختیار مرنے والے کو ہے۔

ہم ترتیب سے ان پر اپنا تبصرہ تحریر کرتے ہیں۔

جاوید غامدی صاحب کا پہلا دعوٰی

اس مقام میں کلام کا پہلا معنی مُراد لینا کسی طرح ممکن نہیں

ہم کہتے ہیں کہ جاوید غامدی صاحب کو تو حجّت قطعی کا مطلب ہی معلوم نہیں اور اس میں وہ اپنے امام استاذ اصلاحی صاحب کے سچّے شاگرد ہی نہیں بلکہ ان سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ ان دونوں حضرات کے نزدیک حجّت قطعی اور دلالت قطعی میں قطعیت محض اس وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ اس کے مدعی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لبید و اعشٰی اور زہیر و امرؤ القیس کی زبان کے ذوق سے دوسرے حضرات سرے سے نا آشنا ہیں اور اعلیٰ کلام کے اسالیب بلاغت کے ذوق سے بھی ان کے علاوہ

دوسرے لوگ محروم ہیں لہٰذا اس میدان میں کوئی اُن کے مقابلے کا نہیں اور کوئی ان کے مقابلے میں اپنی بات رکھنے کا اہل نہیں کہ ان کی بات قطع ہو سکے۔ لہٰذا یہ جس کو حجّت کہیں وہ حجّت قطعی ہوتی ہے اور جس دلالت کو یہ تسلیم کریں وہ دلالت قطعی ہی ہوتی ہے

لیکن غامدی صاحب کی یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ

۱۔ خود غامدی صاحب کے استاذ امام امین احسن اصلاحی صاحب بھی اس مقام پر کلالہ کا پہلا ہی معنی مراد لیتے ہیں اور اپنی تفسیر تدبّر قرآن میں آیت کا یہ ترجمہ کرتے ہیں۔

"اگر کسی مرد یا عورت کی وراثت اس حال میں تقسیم ہو کہ نہ اس کے اصول میں کوئی ہو نہ فروع میں اور ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو . . . تدبر قرآن ص۲۱ ج ۲)

اور سورہ نساء کی آخری آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"کلالہ سے مراد وہ مورث ہے جس کے نہ اُصول میں کوئی ہو نہ فروع میں صرف بھائی بہن وغیرہ ہوں"۔　　(تدبر قران ص۲۱۱ ج ۲)

۲۔ ابوبکر جصاص رحمہ اللہ احکام القرآن میں ذکر کرتے ہیں۔

(الف) عن الحسن بن محمد قال سألت ابن عبّاس عن الکلالۃ فقال من لا ولد لہ ولا والد۔

حسن بن محمد کہتے ہیں میں نے ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے (قران میں مذکور) کلالہ کے بارے میں پُوچھا تو اُنھوں نے فرمایا اس سے مُراد وہ شخص ہے جس کی نہ اولاد ہو اور نہ والد ہو۔ (یعنی جس کے اُصول و فروع نہ ہوں)

(ب) روی طاؤس عن ابن عبّاس قال کنت آخر الناس عھدا بعمر بن الخطاب فسمعتہ یقول القول ما قلت قلت وما قلتَ قال الکلالۃ من لا ولد لہ

طاؤس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں لوگوں میں سب سے آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے والا تھا۔ تو میں نے اُن کو وہی بات کہتے سُنا جو میں خود کہتا تھا۔ طاؤس کہتے ہیں میں نے پُوچھا آپ کیا کہتے

تھے - فرمایا (میں یہ کہتا تھا کہ) کلالہ سے مُراد وہ شخص جس کی اولاد نہ ہو۔
غامدی صاحب تو فرماتے ہیں کہ اس مقام میں پہلا معنی مراد لینا ممکن ہی نہیں جبکہ یہ حضرات پہلا ہی معنی مراد لے رہے ہیں اور جس کو غامدی صاحب حجّت قطعی سمجھ رہے ہیں ان کا اس کی طرف سرے سے التفات ہی نہیں اور غامدی صاحب کی مذکور حجّت قطعی واقعی ہے ہی ناقابلِ التفات وہ تو اس کا مصداق ہے

ے کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی کا کنبہ جوڑا

غامدی صاحب نے کلالہ کے پہلے معنی کے بارے میں یہ بھی کہا ہے " اس کا استعمال اگرچہ اُصول عربیت کے مطابق ہے، لیکن اس کی کوئی نظیر کلام عرب میں، ہمیں نہیں مل سکی"۔
غامدی صاحب کا یہ قول دو اعتبار سے محل نظر ہے:
(الف) یہ اعتراف کرنے کے باوجود کہ پہلے معنی میں کلالہ کا استعمال اُصولِ عربیت کے مطابق ہے، یہ کہنا کہ اس مقام میں پہلا معنی مُراد لینا کسی طرح ممکن نہیں غامدی صاحب کا عجیب تضاد ہے۔
(ب) یہ کہنا کہ اس کی کوئی نظیر کلام عرب میں ان کو نہیں مل سکی اس سے بہر حال یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ کلام عرب میں اس کی نظیر ہے بھی نہیں۔ دیکھیے فرزدق شاعر کا یہ شعر ہے۔

ورثتم قناة الملك لا عن كلالة عن ابنى مناف عبد شمس وهاشم

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرزدق نے اس شعر میں کلالہ کا استعمال مورث کے لیے کیا ہے۔

فان معناه انكم ما ورثتم الملك عن الاعمام بل عن الآباء
فسمى العم كلالة وهو ههنا مورث لا وارث

ترجمہ: کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے ملک چچاؤں سے میراث میں پایا۔ بلکہ آبا سے پایا ہے۔ فرزدق نے اس شعر میں چچا کو کلالہ کہا جو یہاں مورث ہے وارث نہیں ہے۔
علاوہ ازیں یہ غور کرنے کی بات ہے کہ جب ایک معنی اُصولِ عربیت کے مطابق ہے اور صحابہ سے اس کے موافق قول بھی مل رہا ہے تو محض کلام عرب میں اس کی نظیر نہ ملنا آخر

اس معنی کو لینے سے کیسے مانع بن سکتا ہے؟ اور اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ منقول کلام عرب میں تمام استعمالات پائے بھی جاتے ہوں۔

پھر غامدی صاحب کس آسانی سے یہ فرماتے ہیں۔

"فقہاء نے اگرچہ یہاں بالاتفاق وہی معنی (یعنی پہلا معنی) مراد لیے ہیں" لیکن غامدی صاحب کی یہ تحقیق بھی بے بُنیاد ہے۔ صاحب رُوح المعانی لکھتے ہیں۔

ثم ان الذی علیہ اھل الکوفۃ وجماعۃ من الصحابۃ والتابعین ھو ان الکلالۃ ھنا بالمعنی الثالث (یعنی من لیس بوالد ولا ولد من المخلفین)۔ وروی عن آخرین منھم ابن جبیر وصح بہ خبر عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم انھا بالمعنی الثانی (یعنی من لم یخلف والدا ولا ولدا)

پھر اہلِ کوفہ اور صحابہ و تابعین کی ایک جماعت نے کلالہ کا تیسرا معنی اختیار کیا ہے (یعنی اولاد و والد کے علاوہ دیگر وارث) اور بعض دوسروں نے دوسرا معنی اختیار کیا ہے (یعنی وہ میّت جس کے نہ اُصول ہوں نہ فروع ہوں)۔ یہی سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قول ہے اور اس کے موافق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے صحیح حدیث بھی وارد ہے۔

جاوید غامدی صاحب کا دوسرا دعوٰی :

یُوْرَثُ باب افعال سے ہے

غامدی صاحب نے اپنے پہلے دعوٰی کو صحیح ثابت کرنے کے لیے یہ دوسرا دعوٰی کیا کہ آیت میں یورث باب افعال سے مبنی للمفعول (یعنی مضارع مجہول کا فعل) ہے۔

لیکن یہ غامدی صاحب کا نرا دعوٰی ہی دعوٰی ہے جس کی کوئی دلیل اُنھوں نے نہیں دی۔ علامہ زمخشری جن کو خود غامدی صاحب بھی امام لغت مانتے ہیں اپنی تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں۔

(وان کان رجل) یعنی المیت و (یورث) من ورث ای یورث منہ وھو صفۃ لرجل یعنی یورث وَرِثَ سے بنا ہے جو کہ ثلاثی مجرد ہے۔

یہی بات رُوح المعانی میں بھی لکھی ہے

یورث علی البناء للمفعول من ورث الثلاثی خبر کان یورث ورث ثلاثی مجرد سے بنی للمفعول ہوکر کان کی خبر ہے۔

اور اگرچہ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے یہ لکھا ہے کہ

ویجوز ان یکون الرجل الوارث ویورث من اورث

یعنی جائز ہے کہ رجل وارث ہو اور یورث باب افعال (اورث) سے ہو۔

لیکن اس صورت میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وارث اگر کلالہ نہ ہو اور اس کے والدین یا اس کی اولاد ہو تو کیا اس صورت میں وارث کے حصے میں کچھ فرق پڑتا ہے جو ان کی عدم موجودگی میں اس کے بھائی کو چھٹا حصہ دے کر اس کے حصے کو کم کیا جا رہا ہے؟ دوسری بات جو قابلِ غور ہے۔ وہ یہ ہے کہ وارث کلالہ اگر میت کا سگا بھائی ہے اور میت کے اور بھی سگے بھائی ہوں تو کیا سب میراث میں برابر کے شریک نہ ہوں گے، البتہ غامدی صاحب نے یہاں جو ایک نیا آسمان دریافت کیا ہے جو ہم نے ان کے تیسرے دعوای کی شکل میں ذکر کیا ہے۔

جاوید غامدی صاحب کا تیسرا دعوٰی

وارث بنانے کا اختیار مرنے والے کو ہے

غامدی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں

اس تالیف کلام کی رو سے اس ٹکڑے کا ترجمہ یہ ہوگا۔" اور اگر کسی مرد یا عورت کو اس حال میں ترکے کا وارث بنایا جاتا ہے کہ وہ کلالہ ہے۔"

وارث بنانے کا اختیار مرنے والے ہی کو ہوگا اور ترکے کا ـــــ کا وارث بنایا جاتا ہے ان الفاظ کا مدعا بھی اس سیاق میں ظاہر ہے یہی ہو سکتا ہے کہ وہ ترکہ جو ان وارثوں کا حصہ دینے کے بعد یا ان کی عدم موجودگی میں جن کے حصے خود اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں موجود ہو۔

(میزان ص ۶۴)

غامدی صاحب کے اس دعوے کی بنیاد یہ ہے کہ انھوں نے یورث کو باب افعال سے لیا اور یہ

فرض کیا ہے کہ کلالہ کو میّت کی جانب سے وارث بنایا گیا ہے یعنی یہ کہ اس کا فاعل میت ہے۔ لیکن یہ بھی غامدی صاحب کی غلطی ہے گویا عمارت بھی فاسد اور بُنیاد بھی فاسد ہے۔ کیونکہ شریعت میں اورث (باب افعال) یا ورّث (باب تفعیل) کا یہ مطلب نہیں کہ میّت ازخود کسی کو وارث مقرّر کرے بلکہ وارث شریعت کے مقرّر کیے ہوئے ہیں۔ البتہ چونکہ میّت کی موت وارث کو حصّہ ملنے کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے میّت کے حق میں مجازاً کہہ دیا جاتا ہے کہ اس نے وارث بنایا۔ غرض اس سے یہ مراد لینا کہ میّت شرعی طور پر ازخود وارث بناتی ہے مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر غلط ہے۔

۱۔ جاوید صاحب نے ایک حدیث نقل کی ہے اور اس کو حجت بھی بنایا ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم	فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے
الحقوا الفرائض باھلھا فما	اصحاب فرائض کو اُن کا حصّہ دو پھر اگر
ترکت الفرائض فھو لاولی رجل ذکر	کچھ بچے تو وہ قریب ترین مرد کے لیے ہے۔

اس حدیث میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اصحاب فرائض کو حصّہ دینے کے بعد باقی مال قریب ترین مرد کے لیے متعیّن فرما دیا۔ جبکہ جاوید صاحب کی تفسیر کے مطابق وہ اس کے لیے متعیّن نہیں بلکہ میّت وہ کسی اور کے نام کر سکتا ہے۔ اس طرح سے جاوید صاحب نے اس غیر معارض حدیث کو قرآن پاک کے معارض بنا دیا ہے۔

جاوید صاحب اگرچہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں اِس صُورت کا حکم ہے جبکہ کوئی شخص بچے ہوئے ترکے میں کسی کو وارث بنائے بغیر دُنیا سے رُخصت ہو جائے" لیکن اوّل تو حدیث میں ایسی کوئی قید ذکر نہیں ہے۔ دوسرے جاوید صاحب کی اسی بات سے یہ واضح ہو گیا کہ حدیث میں اہل فرائض سے مراد صرف وہ وارث ہیں جن کے حصّے شریعت نے خود مقرّر کیے ہیں۔ وہ شخص ان میں شامل نہیں ہے جس کو (جاوید صاحب کے بقول) میت نے وارث مقرّر کیا ہو، کیونکہ بچے ہوئے ترکے سے مراد وہ مال ہے جو اہلِ فرائض کو دینے کے بعد باقی بچے اور باقی بچے ہوئے کو پانے والا اہلِ فرائض میں سے نہیں ہے خواہ اس کو میّت نے ہی نامزد کیا ہو۔

۲۔ جس کو جاوید صاحب وارث بنانا کہہ رہے ہیں۔ شریعت اور قرآن کی اصطلاح میں اُس کو وصیّت کرنا کہتے ہیں۔

۴۔ جاوید صاحب نے خود اپنی اس تاویل پر ایک اعتراض وارد کیا ہے لیکن اس کے جواب سے کنی کترا گئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"آیت کلالہ کی یہ تاویل جو ہم نے کی ہے اس کی رو سے چونکہ بہن بھائی چچا ماموں خالہ پھوپھی وغیرہ سب کلالہ ہیں اور مورث ان میں سے جس کو چاہے ترکے کا وارث بنا سکتا ہے اس لیے یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی چچا ماموں یا خالہ پھوپھی وغیرہ کو اپنے بھائی بہنوں پر ترجیح دے۔ مرنے والے کے اولاد ہو تو احکام کی یہ صورت ہر لحاظ سے مناسب ہے، لیکن مورث بے اولاد اور اس کے بھائی بہن ہوں تو یہ اختیار قابلِ اعتراض ٹھہرتا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اولاد کے بعد کلالہ رشتہ داروں میں سے بھائی بہن ہی اقرب ہیں۔ عقل تقاضا کرتی ہے کہ اس صورت میں ترکے کا بڑا حصّہ انہیں ملنا چاہیے۔ آیات میراث میں یہ وضاحت موجود ہے کہ بہن بھائی ہوں تو والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصّہ ملے گا۔ یہ حصّہ چونکہ وہی ہے جو انھیں اولاد کی موجودگی میں ملتا ہے اس لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس صورت میں بھی کیا مرنے والے کو یہ اختیار ہے کہ وہ چاہے تو بھائی بہنوں کو وارث بنائے اور چاہے تو انہیں محروم کر دے۔"

اور اللہ کی شان دیکھیے کہ ابتدا میں لبید واعشی اور اسالیب بلاغت اور دلالت قطعیہ اور حجت قطعیہ کے الفاظ سے خوب مرعوب کرنے کی کوشش کی، لیکن آخر میں آکر خود اپنے ہی وارد کیے ہوئے اعتراض کے جواب سے ہی عاجز نہ ہوئے بلکہ یہ بھی اقرار کیا کہ آیت کلالہ کی یہ "تاویل ہے) جو ہم نے کی ہے۔ کہاں قطعی حجّت و دلالت اور کہاں تاویل۔ اللہ تعالیٰ نے خوب دکھایا کہ جاوید صاحب جیسے لوگ ایسے ہی کارہائے نمایاں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

حاصلِ مطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

میّت پر نوحہ اور بین کرنے سے میّت کو عذاب ہوتا ہے

بہت سی احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میّت کو اس کے گھر والوں کے رونے پیٹنے اور نوحہ و بَین کرنے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے ، چنانچہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہ رضؓ بیمار ہوئے تو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کو ساتھ لیے ہوئے اُن کی عیادت کے لیے آئے آپ جب اندر تشریف لائے تو اُن کو آپ نے "غَاشِیَۃ" میں یعنی بڑی سخت حالت میں دیکھا (یا یہ کہ آپ نے اُن کو اس حال میں دیکھا کہ اُن کے گِرد آدمیوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی) آپ نے فرمایا: کیا اِن کا انتقال ہوگیا ؟ اُن لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں حضرت انتقال تو نہیں ہوا ، رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو (اُن کی یہ حالت دیکھ کر) رونا آگیا ، جب اور لوگوں نے آپ پر گریہ کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے۔

آپ نے ارشاد فرمایا :

" لوگو اچھی طرح سُن لو اور سمجھ لو : اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے رنج و غم پر تو کوئی سزا نہیں دیتا ، (کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں ہے اور زبان کی طرف اشارہ کر کے آپ نے فرمایا) لیکن اس زبان کی (غلط رَوِی پر یعنی زبان سے نوحہ و ماتم کرنے پر) سزا بھی دیتا ہے (اور اِنّا لِلّٰہِ پڑھنے پر اور دُعاء و استغفار کرنے پر) رحمت بھی فرماتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ میّت کے گھر والوں کے رونے پیٹنے کی وجہ سے میّت کو عذاب ہوتا ہے" [1]

اس حدیث مُبارک میں گھر والوں کے رونے پیٹنے کی وجہ سے میّت کو عذاب ہونے کا ذکر ہے ۔ یہ مضمون آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حضرت عمر فاروق رض اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رض اور بعض دوسرے صحابہ کرام نے بھی روایت کیا ہے ، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میّت کے گھر والوں کے رونے پیٹنے اور نوحہ و بَین کرنے کی وجہ سے میّت کو عذاب کیوں ہوتا ہے جبکہ میّت کا اس میں کوئی دخل نہیں ۔ شاید اسی لیے سیّدہ عائشہ صدیقہ رض اور حضرت عبداللہ بن عباس رض کا خیال یہ تھا کہ گھر والوں کے رونے سے میّت کو عذاب نہیں ہوتا اور جن احادیث مُبارکہ میں گھر والوں کے رونے پر میت کو عذاب ہونے کا ذکر آیا ہے اُس سے مراد غیر مسلموں کی میّتیں ہیں مُسلمانوں کی نہیں ، لیکن چونکہ متعدّد صحیح احادیث میں عام میّت کا ذکر ہے اس لیے جمہور صحابہ کرام کا نظریہ یہی تھا کہ ہر میّت کو اُس کے گھر والوں کے رونے پیٹنے سے عذاب ہوتا ہے ، اِس نظریہ پر جو سوال پیدا ہوتا ہے اس کے عُلماء نے اپنے اپنے مزاج کے موافق جواب دیئے ہیں ۔

بعض عُلماء نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ہر میّت کو اُس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب نہیں ہوتا بلکہ اُس میّت کو ہوتا ہے جس کے گھر والوں کے رونے پیٹنے میں اُس میّت کے قصور اور غفلت کو بھی کچھ دخل ہو مثلاً یہ کہ وہ خود رونے اور نوحہ و ماتم کرنے کی وصیّت کر گیا ہو جیسا کہ عربوں میں اس کا رواج تھا ، یا کم سے کم یہ کہ گھر والوں کو رونے پیٹنے سے اُس نے کبھی منع نہ کیا ہو ، یا رونے پیٹنے پر

---

[1] بخاری و مُسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۵۰

خوش ہو۔

بعض عُلماء نے یہ جواب دیا ہے کہ جب میّت کے گھر والے اس پر نوحہ وماتم کرتے ہیں اور جاہلانہ رواج کے مطابق اس مرنے والے کے کارنامے بیان کرتے ہیں تو اس میں کچھ ایسی باتیں اور الفاظ بھی کہہ جاتے ہیں جو نگاہِ شریعت میں بہت مذموم اور بُرے ہوتے ہیں ایسی باتوں کے سبب میّت کو عذاب ہوتا ہے، اِس کی تائید اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ "آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جب کوئی شخص مرتا ہے اور (اُس کے عزیزوں میں سے) کوئی رونے والا یہ کہہ کر روتا ہے: وَا جَبَلَاہْ۔ اے پہاڑ، وَاسَیِّدَاہْ۔ اے سردار، وغیرہ وغیرہ تو اللہ تعالیٰ میّت پر دو فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو اُس کے سینے میں مُکّے مار مار کر پُوچھتے ہیں اَھٰکَذَا کُنْتَ؟ کیا تو ایسا ہی تھا؟"[1]

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ (م ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں۔

محدّث "میرکؒ" کا کہنا تو یہ ہے کہ "میرے خیال میں واللہ اعلم میّت کے عذاب سے مُراد وہ رنج واَلَم ہے جو میّت کو اپنے گھر والوں کے گریہ و پُکار کے سننے کی وجہ سے ہوتا ہے، یا جب اُسے یہ پتہ چلتا ہے کہ اُس کے گھر والے اُس پر رو پیٹ رہے ہیں تو اُسے تکلیف ہوتی ہے، محدّث میرکؒ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ہم سے ایک (عجیب) واقعہ روایت کیا گیا ہے، وہ واقعہ یہ ہے کہ "ایک عراقی عورت کا بچّہ فوت ہو گیا جس کا اُسے شدید غم اور افسوس ہُوا۔ اس نے یہ عادت بنا لی کہ جب بھی عید کا دن آتا وہ قبرستان چلی جاتی اور وہاں جاکر اپنے بچّے کو یاد کر کر کے خُوب روتی ایک دفعہ ایسا ہُوا کہ اُسے "مغرب" میں اپنے کسی کام کی وجہ سے جانا پڑا۔ جب عید کا دن آیا تو حسبِ عادت وہاں کے قبرستان چلی گئی، اور وہاں جاکر خُوب روئی دھوئی اور خُوب واویلا مچایا۔ خیر؛ فارغ ہوکر

---

[1] ترمذی ج ۱ ص ۱۹۵

گھر آگئی ۔ آتے ہی اُس کی آنکھ لگ گئی ، خواب میں کیا دیکھتی ہے کہ اُس قبرستان کے سارے مُردے اکٹھے ہو کر ایک دوسرے سے پُوچھ رہے ہیں کہ کیا ہمارے پاس اس عورت کا بچّہ ہے جو یہ ہمارے پاس آکر اس قدر روئی دھوئی اور واویلا مچاتی رہی ہے سب نے کہا نہیں ، کہنے لگے کہ پھر اس نے یہاں آکر اور رو دھو کر ہمیں ایذا کیوں دی ہے ؟ وہ عورت خواب میں دیکھتی ہے کہ وہ مُردے اس کے پاس آئے اور اسے خُوب مارا ، جب یہ عورت بیدار ہُوئی تو اُسے پٹائی کی تکلیف صاف طور پر محسوس ہو رہی تھی "۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ محدّث میرکؒ کا یہ جواب اور اُن کا ذکر کردہ واقعہ تحریر فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ " اِس میں کوئی شک نہیں کہ جن چیزوں سے اجسام کو اذیت ہوتی ہے اُن چیزوں سے ارواح کو بھی اذیّت ہوتی ہے اور محدّث میرکؒ کا ذکر کردہ جواب حدیث پاک کا ایک خُوب صُورت محمل اور بہترین تاویل ہے[1] الخ

اپنی امانت اللہ کے سپرد کرنے والے شخص کا عجیب واقعہ

امام طبرانی رحمہ اللہ (م ۳۶۰ھ) اپنی سند سے ایک شخص کا واقعہ ذکر کرتے ہُوئے فرماتے ہیں۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت اسلمؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے مسائل پیش کر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص اپنے ساتھ اپنے بیٹے کو لے کر آیا ، آپ نے اُس سے فرمایا : مَیں نے کسی کوّے کو دوسرے کوّے سے اتنا مشابہ نہیں دیکھا

---

[1] مرقاۃ ج ۴ ص ۹۷ و ۹۸

جتنا تمہارا یہ بیٹا تمہارے مشابہ ہے، اُس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین، اللہ کی قسم اِسے اِس کی ماں نے مَرے ہُوتے ہونے کی حالت میں جَناہے آپ نے یہ سُنا تو سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا: ہمیں سارا قصّہ سُناؤ، اُس نے کہا کہ: جن دنوں یہ بچّہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اُن دنوں مَیں ایک جنگ میں شریک ہونے کے لیے گھر سے جانے لگا تو اس بچّہ کی ماں بولی: کیا مجھے اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہو؟ مَیں نے کہا: اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ مَافِیْ بَطْنِكِ، تمہارے پیٹ میں جو ہے مَیں اُسے اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا مَیں یہ کہہ کر چلا گیا اور ایک عرصہ تک گھر سے غائب رہا پھر جب عرصۂ دراز بعد واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر کے دروازے پر تالہ پڑا ہُوا ہے۔ مَیں نے لوگوں سے پُوچھا۔ فلاں عورت کا کچھ اَتہ پتہ معلوم ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ وہ تو مر گئی، مَیں اُس کی قبر پر گیا اور وہاں جا کر خُوب رویا۔ رات ہُوئی تو مَیں اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ مل کر گپ شپ میں لگ گیا، صورت یہ تھی کہ جنت البقیع اور ہمارے درمیان کوئی آڑ نہیں تھی (قبریں بالکل سامنے نظر آ رہی تھیں) اچانک مجھے قبروں کے درمیان سے ایک آگ اُٹھتی ہُوئی معلوم ہُوئی۔ مَیں نے اپنے چچا زاد بھائیوں سے پُوچھا کہ یہ آگ کا کیا قصّہ ہے؟ چچا زاد بھائی بغیر کوئی جواب دیئے سب اِدھر اُدھر ہوگئے۔ مَیں اپنے سب سے قریبی چچا زاد بھائی کے پاس آیا اور اُس سے پُوچھا، اُس نے بتلا کہ ہم لوگ روزانہ رات کے وقت فلاں عورت کی قبر سے آگ[1] نکلتی ہُوئی دیکھتے ہیں، مَیں نے اِنَّا لِلّٰہ و اِنَّا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ خدا کی قسم وہ عورت تو بڑی روزے دار تہجّد گذار اور عفت مآب مُسلمان عورت تھی، تم میرے ساتھ چلو، مَیں نے کلہاڑی لی اور چل پڑا وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ قبر کھلی ہُوئی ہے اور عورت (یعنی میری بیوی) اُس میں بیٹھی ہوئی ہے اور یہ بچّہ اس کے

[1] یہ اصل میں نُور تھا جو ان لوگوں کو آگ کی شکل میں محسوس ہوتا تھا۔ نعیم

بقیہ بر صد ۶۳

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب: کریما (خوشخط)

منظوم ترجمہ: جناب سرور میواتی مدظلہ

صفحات : ۶۴

سائز : ۳۰×۲۰ / ۸

مرتّب و ناشر: مولانا مظفر لطیف، مکتبہ اہل سنّت و جماعت ۲۸۶ قاسم آباد، لیاقت آباد کراچی

قیمت : -/۴۰

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ (م ۶۹۱ھ) کا منظوم رسالہ "کریما" اپنی زبان و بیان اور پُر مغز و پُر اثر مضامین کی وجہ سے علمی ادبی اور عوامی حلقوں میں شروع ہی سے معروف و مشہور چلا آرہا ہے اور مدارسِ عربیہ کے ابتدائی درجات میں یہ رسالہ ہر دَور میں داخلِ درس رہا ہے۔ گو کہ اس کی تصنیف کو سات سو سال سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے، لیکن اس کے حسن و تابانی میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ تقریباً ہر دَور میں بڑے بڑے ماہر خطاطوں نے اسے دیدہ زیب خط میں تحریر کیا ہے۔ ہمارے پیشِ نظر "کریما خوشخط" جناب محمد عبدالرحیم خاطر جے پوری کے شاہکار قلم کا نسخہ ہے جو حال ہی میں مکتبہ اہل سُنّت و جماعت کراچی نے شائع کیا ہے جس کا اہتمام محترم خاطر مرحوم کے لائق فرزند مولانا مظفر لطیف صاحب نے کیا ہے ـــــ موصوف، حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی دامت برکاتہم کے برادرِ خورد اور حسین ذوقِ طباعت کے مالک ہیں۔ آپ نے اپنے والد مرحوم کے مخطوطہ نسخے

کو انتہائی خوب صورت انداز میں شائع کیا ہے جو درج ذیل خصوصیات کا حامل ہے۔

(۱) شروع میں "کریما" کے مصنف حضرت شیخ سعدیؒ کے حالات درج کیے گئے ہیں۔

(۲) پیشِ لفظ کے طور پر "پاسِ خاطر" کے عنوان سے حضرت سیّد نفیس شاہ صاحب مدظلہ العالی کا مختصر مضمون دیا گیا ہے جس سے خطِ نستعلیق کی تاریخِ ایجاد اور اُس کے تدریجی ارتقاء کا پتہ چلتا ہے جو خطاط حضرات کے لیے نہایت کام کی چیز ہے۔

(۳) عرضِ لطیف کے عنوان سے مولانا موصوف نے اپنے والد محترم جناب خاطر مرحوم کے حالات ذکر کیے ہیں جن سے جناب خاطر مرحوم کے حالاتِ زندگی کے ساتھ ساتھ اُن کے خطاطی کے فن پر بھی اچھی خاصی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

(۴) آخر میں حضرت سرور میواتی مدظلہ کا کیا ہُوا کریما کا منظوم ترجمہ دیا گیا ہے جس سے رسالہ کی اہمیّت دوچند ہو گئی ہے۔

مولانا مظفر لطیف صاحب نے اس نسخہ کے علاوہ $\frac{۳۶\times۲۳}{۱۶}$ سائز میں بھی کریما کا ایک نسخہ نہایت عمدگی کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس نسخہ میں مذکورہ خصوصیات کے علاوہ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے آخر میں جناب منشی سیّد غلام قادر واسطیؒ کا کیا ہُوا کریما کا انگریزی ترجمہ بھی دیا ہے۔

کریما کے یہ دونوں نسخے واعظین خطباء اور طلباء کے لیے مفید ہیں۔ یہ نسخے کراچی میں ناشر کے پتہ کے علاوہ مکتبہ قاسمیہ اور مکتبہ سیّد احمد شہیدؒ اُردو بازار لاہور سے بھی دستیاب ہیں۔

○

نام کتاب : شرح مقدمہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

شارح : مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

صفحات : ۱۴۴

سائز : $\frac{۳۶\times۲۳}{۱۶}$

ناشر : مرکزی دعوت و تحقیق دیوبند۔ یوپی

قیمت :

حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۰۵۲ھ) کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، آپ نے مختلف موضوعات سے متعلق تقریباً ساٹھ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں سے اکثر کتابیں حدیث شریف سے متعلق ہیں۔ آپ نے مشکوٰۃ شریف کی دو شرحیں تحریر فرمائیں۔ ایک عربی میں اور ایک فارسی میں، عربی شرح کا نام "لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح" ہے اور فارسی شرح کا نام اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ہے۔ لمعات کے شروع میں آپ نے اُصول حدیث سے متعلق ایک جامع و مفید مقدمہ تحریر فرمایا تھا۔ پہلے یہ مقدمہ لمعات التنقیح کا جز تھا۔ بعد میں جب حضرت مولانا احمد علی سہارن پوریؒ (م ۱۲۹۷ھ) نے اپنے حاشیہ کے ساتھ مشکوٰۃ شریف شائع کی تو اس کے آغاز میں اس مقدمہ کو بھی شائع فرمایا اُس وقت سے تاحال یہ مقدمہ مشکوٰۃ کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ بعض اداروں کی طرف سے اب علیحدہ کتابی شکل میں بھی شائع کیا جا رہا ہے۔

مفتی سید عمیم الاحسانؒ نے اس مقدمہ پر ایک وزنی اور جاندار قسم کا حاشیہ تحریر فرمایا ہے جس سے اس مقدمہ کی افادیت دوچند ہوگئی ہے۔ یہ حاشیہ جناب محترم زکی صاحب (مالک ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) نے اپنی مطبوعہ مشکوٰۃ کے ساتھ طبع کیا ہے جو آج بھی دستیاب ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب "شرح مقدمہ شیخ عبدالحقؒ" اسی مقدمہ کی اُردو شرح ہے جو مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے تحریر فرمائی ہے اس شرح کا انداز یہ ہے کہ شروع میں موصوف موضوع سے متعلق عربی عبارت درج کرتے ہیں اس کے بعد ترجمہ کرتے ہیں اور درمیان ہی میں فوائد اور تشریح رقم فرماتے چلے جاتے ہیں۔ اس شرح سے کافی حد تک مطالب کے سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے، اگر اس کا انداز اس طرح رکھا جاتا کہ عربی عبارت اُوپر درج کر کے نیچے ممتاز انداز میں اس کا ترجمہ دے دیا جاتا، پھر شرح کے مستقل عنوان سے فوائد و تشریح تحریر کی جاتی ـــــ تو مقدمہ کو سمجھنے میں مزید سہولت ہو جاتی ہے تاہم مولانا موصوف کے انداز سے بھی کسی حد تک، مقدمہ کی تفہیم آسان ہوگئی ہے۔ یہ شرح درجۂ موقوف علیہ کے طلبا کے ساتھ ساتھ اساتذہ اور علماء کے لیے بھی مفید ہے۔

نام کتاب : خواتین اسلام کی بہترین مسجد

مصنّف : مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

صفحات : ٧٤

ناشر : مرکز دعوت و تحقیق دیوبند

قیمت :

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دَورِ مسعود میں خواتینِ اسلام نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسّلام میں جایا کرتی تھیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم خواتین کو مسجد میں آنے سے منع نہیں فرماتے تھے، لیکن آپ کو پسند یہ تھا کہ خواتین گھر ہی میں نماز ادا کریں جیسا کہ متعدّد احادیث سے معلوم ہوتا ہے، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد جب حالات بدلنے لگے تو صحابۂ کرام نے خواتین کے مسجد میں آنے کو ناپسند کیا، اور بعض حضراتِ صحابہؓ نے اُنھیں بعد میں آنے سے روک بھی دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "عورتوں نے (زیب وزینت اور نمائشِ جمال کا) جو طریقہ ایجاد کرلیا ہے اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اسے ملاحظہ فرمالیتے تو اُنھیں مسجد میں آنے سے ضرور روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔" (بخاری ج ١ ص ١٢٠ مسلم ج ١ ص ١٨٣) صحابۂ کرام کے بعد تابعین وتبع تابعین کا بھی یہی انداز رہا اُنھوں نے بھی خواتین کے مسجد میں آنے کو پسند نہیں کیا۔ فقہاء کرام نے بھی اپنے اپنے زمانہ میں خواتین کے مسجد میں آنے کو مکروہ قرار دیا۔

چودہویں صدی کے وسط میں غیر مقلدین حضرات کے امام مولانا عبدالوہاب صدری نے مُردہ سُنّتوں کے احیاء کے عنوان سے جب بہت سی متروک العمل چیزوں کو معمول بنایا تو بزعمِ خویش خواتین کے مسجد وعیدگاہ میں لے جانے کی مُردہ سُنّت کو بھی زندہ کیا، چنانچہ ان کے سوانح نگار ابو محمد میانوی "مستورات کو عیدگاہ لے جانا" کی شہ سُرخی کے تحت لکھتے ہیں۔

"مولانا مرحوم نے نمازِ دوگانہ ودُعا مسلمین میں مستورات کے شریک ہونے کی احادیث صحیحہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی بیویوں بہوؤں اور بیٹیوں کو نماز

عید کے لیے عیدگاہ لے گئے۔ اس سے قبل عوام اہلِ حدیث ایسی سُنّتوں پر عمل کرنا اپنی ہتک و بے عزّتی اور مستورات کی بے پردگی سمجھتے تھے، اس لیے شروع شروع اکابرین اہلِ حدیث نے مولانا مرحوم کو منع کیا اور صدہا قسم کے اندیشے ظاہر کیے، لیکن آپ نے سُنّتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عشق میں کسی کی نہ سُنی اور عمل کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ رفتہ رفتہ دیگر اہلِ حدیث بھی اس مُردہ سُنّت پر عمل پیرا ہونے لگے، آج بفضلہ تعالیٰ اس سُنّت پر کما حقہ عمل ہو رہا ہے"۔ [1]

مولانا عبدالوہاب صدری صاحب کے اس طرزِ عمل سے احیاءِ سُنّت کے بجائے ایک فتنہ اُٹھ کھڑا ہُوا۔ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ سے اس بارے میں استفسار کیا جانے لگا۔ آپ نے ان استفسارات کے جواب میں ایک کتاب تحریر فرمائی جس کا نام "کف المؤمنات عن حضور الجماعات" رکھا۔ اس میں جو دلائل حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمائے تھے غیر مقلدین حضرات کی اُن سے تشفی نہیں ہُوئی، چنانچہ مولانا عبدالوہاب صاحب کے ایک شاگرد عبدالستّار کلانوری صاحب نے اس کا "عیدِ احمدی" کے نام سے جواب لکھا۔ "عیدِ احمدی" کا جواب حضرت مفتی کفایت اللہ رحمہ کے شاگردِ رشید سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے "تحقیق السعید فی منع النساء عن العید" کے نام سے تحریر فرمایا:

یہ دونوں رسالے راقم الحروف کے پاس ہیں، اس مسئلہ سے متعلق ایک رسالہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے "صلوٰۃ الصالحات" کے نام سے تحریر فرمایا تھا جس میں آپ نے اس مسئلہ کے متعلق تمام پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھا تھا اس رسالہ کی تعریف سُنی ہے لیکن یہ نظر سے نہیں گزرا۔ زیرِ نظر کتاب "خواتینِ اسلام کی بہترین مسجد" بھی اسی مسئلہ سے متعلق ایک نئی کاوش ہے۔ اس رسالہ میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے سب

---

[1] ہدایۃ النبی المختار المعروف مکمّل نماز ص۱۹

سے پہلے اُن احادیث مبارکہ کو جمع فرمایا ہے جن سے عورتوں کی مسجد میں حاضری کے لیے اباحتِ مرجوحہ نکلتی ہے پھر اُن احادیث کو ذکر کیا ہے جن میں عورتوں کی مسجد میں حاضری کے لیے شرائط مقرر کی گئی ہیں۔ پھر وہ روایات ذکر کی ہیں جن سے شرائط کے باوجود مسجد میں نہ جانا بہتر معلوم ہوتا ہے منصف مزاج آدمی کے لیے یہ کتاب بہترین رہنمائی کا ذریعہ ہے اگر تعصب کی عینک اُتار کر اسے پڑھا جائے گا تو انشاء اللہ ضرور باعث ہدایت ہوگی۔

○

نام کتاب : شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

مصنف : مولانا اصغر علی روحی رح

صفحات : ۳۳۶

سائز : ۳۶×۲۳ / ۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت : ۱۵۰/-

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کو یاد کرے گا۔ وہ جنّت میں جائے گا"[۱] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے پیشِ نظر ہر دَور میں علماء کرام اسماء حسنیٰ سے متعلق اپنے اپنے ذوق کے مطابق کتابیں لکھتے رہے ہیں۔ پیشِ نظر کتاب "شرح اسماء اللہ الحسنیٰ" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب مولانا اصغر علی روحی رح کی تصنیف ہے۔

۱۹۳۳ء کی بات ہے کہ لاہور کی مسجد وزیر خان میں اہل بدعت اور علماء دیوبند کے درمیان عباراتِ اکابر سے متعلق ایک معرکہ آراء مناظرہ طے ہوا تھا جس میں اس وقت کی تین سربر آوردہ شخصیات کو حَکم مقرر کیا گیا تھا۔ اُن میں تین شخصیات میں سے ایک مولانا اصغر علی روحی مرحوم تھے[۲] مولانا روحی رح نے متعدد علمی کتابیں تصنیف فرمائی تھیں۔ جن میں سے ایک

---

[۱] مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۹ [۲] دوسری شخصیت ڈاکٹر علامہ اقبال کی تھی اور تیسری شیخ صادق حسن مرحوم بیرسٹرایٹ لا امرتسر کی تھی۔

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ بھی ہے اس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء مُبارکہ کی تشریح کی ہے۔ اس شرح میں آپ نے اُصولِ عربیت اور علم کلام کو پیشِ نظر رکھا ہے اور اس سلسلہ میں حضرت امام غزالی کی تصنیف سے استفادہ کیا ہے۔ مولانا روحی کی یہ تصنیف علمی ہونے کے اعتبار سے عُلماء اور طلباء کے لیے مفید تھی، مولانا اسحٰق صاحب نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی اعمالِ قرآنی سے ہر اسم کی خاصیت نقل کر کے اس شرح میں شاملِ اشاعت کر دی ہے جس کی وجہ سے اب یہ کتاب عوام کے لیے بھی مفید ہوگئی ہے۔ عمدہ کمپیوٹر کتابت ہے اور خُوب صورت گرد پوش کے ساتھ قیمت مناسب ہے۔ (ن۔ د)

بقیہ: حاصل مطالعہ

پاس رینگ رہا ہے۔ (اسی اثناء میں) ایک ندا کرنے والے نے ندا کی کہ "اے وہ شخص جس نے اپنی امانت اپنے رَبّ کے سُپرد کی تھی اپنی امانت لے لے بخدا، اگر تو اس بچّہ کی ماں کو بھی اللہ کے سُپرد کر کے جاتا تو اُسے بھی پا لیتا۔" مَیں نے بچّہ کو اُٹھا لیا اور قبر اپنی اصلی حالت پر ہوگئی، اے امیرالمؤمنین خدا کی قسم یہ وہ بچّہ ہے۔" [1]

[1] کتاب الدعاء للامام الطبرانی ج ۲ ص ۱۱۸۳

انتقالِ پُرملال

اگست کی ۲۱ تاریخ کو جمعیت علمائے اسلام صوبہ سرحد کے امیر دارالعلوم سرحد پشاور کے مہتمم حضرت مولانا سیّد محمّد ایّوب جان صاحب بنوری طویل علالت کے بعد پشاور میں رحلت فرما گئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون. حضرت مولانا پاکستان بالخصوص صوبہ سرحد کی ممتاز شخصیّت تھے. حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی دامت برکاتہم سے آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی ——— آپ کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا طویل عرصہ محسوس کیا جاتا رہے گا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ مولانا کے لیے جامعہ میں ایصالِ ثواب کیا گیا۔ قارئین سے بھی یہی درخواست ہے۔

اخبار الجامعہ

محمد عابد، متعلم جامعہ مدنیہ

○ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ ۴ اگست ۱۹۹۸ء بروز منگل حضرت نائب مہتمم صاحب اسلام آباد تشریف لے گئے وہاں آپ نے تین روز قیام فرمایا اور جمعہ کے روز جی ۔ نائن ۔ ٹو کی جامع مسجد خلفاء راشدین میں جمعہ پڑھایا۔ ۷ اگست کو شام کے وقت سنجاکوٹ پہنچے اور وہاں حضرت مولانا سید نافع گل صاحب رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ کی تعزیت کی، ۱۰ اگست کو نوشہرہ میں مولانا مجاہد خان صاحب کی عیادت کی جو حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے، ۱۱ اگست کو واپس تشریف لے آئے۔

○ ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ بروز جمعرات حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب مہتمم جامعہ۔ جمعیۃ العلماء اسلام ضلع خوشاب کے امیر قاری سعید اسعد صاحب کی دعوت پر خوشاب تشریف لے گئے وہاں آپ نے ۱۳ اگست کو جلسہ عظمتِ قرآن میں مہمانِ خصوصی کے طور پر شرکت کی۔ ۱۴ اگست بروز جمعہ جامع مسجد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں جمعہ سے پہلے درسِ حدیث دیا اور نماز جمعہ پڑھائی، ۱۵ اگست کو ناڑی میں قاری یٰسین صاحب کی دعوت پر جلسہ سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صدارت فرمائی۔ ۱۶ اگست کو واپسی پر سرگودھا میں جناب محمد اسلم صاحب کچیلا سابق ایم این اے سے ملاقات کی اور شام کو واپس تشریف لے آئے۔

○ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ بروز منگل جناب آفتاب صاحب معاون جامعہ کراچی سے تشریف لائے اور حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی اگلے روز آپ واپس تشریف لے گئے۔

○ ۲۸ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ ۲۲ اگست ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ سے جامعہ کے درجہ کتب کے ششماہی امتحان شروع ہوئے

○ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ ۲۵ اگست ۱۹۹۸ء بروز منگل سے شعبہ تحفیظ القرآن الکریم کے امتحان شروع ہوئے۔